صدق کذب کی پڑتال

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الاّ ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہٗ کذالک (بخاری)

حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی کو بدکاری وکفر کے ساتھ تہمت نہیں لگاتا مگر یہ کہ کلمہ بدکاری وکفر اس کہنے والے پر لوٹ آتا ہے جب کہ اس کا ساتھی تہمت لگایا گیا بدکاری وکفر کے ساتھ متصف نہ ہو یعنی اس صورت میں وہ لفظ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

ڈھول کی آواز

مؤلفہ

استاذی مولانا الحاج الحافظ کامل الدین رتوکالوی منشی فاضل

حسب فرمائش

حکیم حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف دام فیضہٗ

ملنے کا پتہ

۱۔ رتوکالہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا حافظ محمد شفیع طالب علم۔

۲۔ لاہور قلعہ گوجر سنگھ مولوی محمد شریف امام مسجد نمبرداران اندرون

۳۔ شہر بھیرہ ضلع سرگودھا مولوی محمد انور تاجر کتب

فہرست مضامین

(مشتاق پریس سرگودھا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلقنا و ابدعنا من الطین والماء وعلمنا البیان ووفقنا لاظہار الدین بالجوارح واللسان والصلوٰۃ والسلام علی الذی ہو الفخر لبنی عدنان وعلی آلہ واصحابہ الذین فازوا باسعاد الدین والارکان وعلی المومنین والمومنات الذین اتبعوہم بالبر والاحسان۔

تمہید

باشندگانِ دنیا میں سے جب کبھی دو شخصوں یا دو قوموں کے درمیان کسی بات میں نزاع و جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اِن کا نزاع ختم کرنے کے لئے دو چار آدمیوں کی ایک کمیٹی مقرر کی جاتی ہے۔ جو اِن دونوں کے بیان و دلائل سُن کر انصاف کے ساتھ یوں فیصلہ کر دیتی ہے کہ فلاں سچا ہے اور فلاں جھوٹا۔ بعض اوقات نزاع بڑھ جانے کی صورت میں کسی جج کی عدالت میں تصفیہ کرانے کے لئے جانے کی نوبت بھی پہنچتی ہے۔ حاکمِ وقت فریقین کے بیان اور گواہوں کی گواہی سننے کے بعد اگر باخدا انسان ہوتا ہے تو اِنصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیتا ہے اگر اس کا عکس، ہوتا ہے۔ تو حاکم رشوت لے کر خوفِ خدا کو دل میں جگہ نہ دیتے ہوئے غلط فیصلہ کو سچے کے نمونہ میں صادر کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ سفارشات کے ذریعہ خلافِ واقعہ فیصلہ کرنے پر حاکم مجبور ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ قتل و قتال تک نوبت پہنچ جانے کے بعد فریقین کی کل برادری اکٹھی ہو کر صلح کرا دیتی ہے جس کے بعد فریقین آپس میں شیر و شکر ہو کر زندگی بسر کرنے لگ جاتے ہیں۔ حتے کہ

گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط پر ان کا پورا پورا عمل ہو جاتا ہے۔

جب احقر نے بسم اللہ کے میدان سے باہر نکل کر حفظِ قرآن کا مرحلہ طے کرلیا۔ اور قدرے باہوش ہو جانے کے بعد ضَرَبَ، یَضرِبُ کے میدان میں پہلا قدم رکھا۔ تو اس وقت ایک ڈھول کی آواز کانوں میں آنی شروع ہوئی چونکہ طالب علمی کا زمانہ بقول فضلا، :- اہل علم شتر بے مہاری کا زمانہ ہوتا ہے نہ اس فضول آواز پر کبھی توجہ کی گئی اور نہ اس آواز کو کبھی کانوں میں جگہ دی گئی طالبعلمی کے زمانہ میں گاہے گاہے بڑے بڑے جلسوں میں شریک ہونے کے باوجود بھی اس ڈھول کی آواز پر کبھی توجہ نہ ہوئی۔ اسی طرح طالب علمی کا زمانہ اپنے اسباق کی مشغولی میں گذرتا گیا۔ اگر کبھی اس آواز کی طرف میلان قلبی ہوا بھی کہ سنیں تو سہی کہ یہ آواز کیسی ہے اور اس میں کہاں تک اور کس قدر سچائی ہے تو پھر اس شتر بے مہاری والی صفت نے اس آواز کو ایک بدصورت شکل میں پیش کر کے ادھر سے منہ پھیر کر اسباق میں مشغولی کی طرف توجہ کرادی۔

ڈھول کی آواز حقیقت میں وہی مدعی و مدعی علیہ والا اختلاف تھا جو آج تک نہ کسی کمیٹی سے طے ہوا۔ اور نہ کسی جج یا برادری سے صفائی پذیر ہوا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ ڈھول کیا تھا۔ اس کی آواز کیا تھی ؛ اس کو بجانے والا کون تھا ؛

جواب :- آئیے، سنئے !

(۱) ڈھول - تحذیر الناس تھی۔

(۲) آواز یہ تھی۔ کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دارالعلوم دیوبند نے اپنی

کتاب "تحذیر الناس" میں لکھا ہے کہ نبی کریم کے بعد اس طبقہ زمین جس میں ہم اقامت پذیر ہیں، میں اور نبی آ سکتے ہیں۔ جس طرح کہ قادیانی حضرات کا خیال ہے

(۳) یہ ڈھول بجانے والے پہلے قادیانی جماعت کے اہل علم حضرات تھے۔

اب یہ دل میں شوق پیدا ہوا۔ کہ تحقیق کرنی چاہیئے کہ یہ آواز سچی ہے، یا جھوٹی ؟ لیکن تحقیق ہو کیسے ؛

نہ اس طفل مکتب میں تحقیق کا مادہ نہ تحذیر الناس دیکھی نہ پڑھی۔ ادھر طالب علمی کے زمانہ کی شتر بے مہاری بھی موجود تھی۔ ایک زمانہ گذر گیا۔ کہ اس آواز کی طرف پوری توجہ کرنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ حتیٰ کہ قیام دہلی کے طالب علمی کے زمانہ میں اخباروں میں یہ خبر عام شائع ہو گئی کہ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس دار فانی سے دار البقا کو تشریف فرما ہو گئے ہیں "

اس اخباری آواز نے باشندگان دہلی کے اندر ایک شور برپا کر دیا بازاروں میں سنا گیا۔ کہ ایک گروہ مرزا صاحب کی صفت کر رہا تھا۔ اور وہ بہت تھوڑے سے تھے۔ اور ایک فریق برا بھلا کہہ رہا تھا۔ اور وہ کثیر تعداد میں تھے۔ بعد ازاں ایک زمانہ گذر گیا۔ کہ احقر کو تعلیم سے فراغت نہ ہوئی۔ مگر وہ آوازہ وہ برابر کانوں میں آتی رہی۔

اب اہل علم حضرات نے اس طرف زیادہ توجہ فرمائی تو معلوم ہوا کہ قادیانی حضرات جس ڈھول کو گلے میں ڈال کر بجا رہے ہیں۔ وہ ڈھول تو اس آواز سے خالی و پاک ہے۔ جو انہوں نے عام پبلک کے کانوں میں ڈال رکھی ہے

چنانچہ باقی اہل علم کو چھوڑ کر خود اِس ڈھول (تحذیر الناس) کے بنانے والے (مولوی نانوتوی) کے ہم خیال لوگوں نے ایسی بہت سی تصانیف دنیا میں پھیلائیں۔ جن سے ایک دنیا تردید قادیانیت میں فائدہ اُٹھا رہی ہے۔ ان تصانیف نے عام پبلک کے سامنے شمس نصف النہار کی طرح روشن کر دیا کہ جو آواز قادیان کے دارالامان سے بلند کر کے آسمان تک پہنچائی گئی تھی۔ ایک مصنوعی آواز اور دھوکا کی ٹٹی تھی۔ اس کے اندر آدھی رتی بھی سچائی نہیں تھی۔ ابھی سچائی تو کیا ہوتی۔ یہ آواز تو الٹا قادیانی قلعہ نبوّت کو مسمار کر دینے والی ثابت ہوئی۔ اِن میں سے بعض کتابیں یہ ہیں۔

(۱) خطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح

(۲) قائد قادیان

(۳) الطامہ علی زاعم النبوۃ الباقیۃ العامہ

یہ تینوں کتابیں اس ایجد خواں کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

فصل

حضرات اہل علم! آپ گھبرائیں نہیں یہ ڈھول یعنی کتاب تحذیر الناس اس وقت ادارہ اسلامیات، انار کلی لاہور سے بقیمت ... دستیاب ہوتی ہے آپ خرید کر پڑھیں اور انصاف کریں۔ کہ اس ڈھول سے کیسی آواز آتی ہے؟ قادیانی دعوے کے موافق یا مخالف۔

قادیانی حضرات نے تو ڈھول کی آواز سے یہ نتیجہ نکالا ہوا تھا۔ کہ مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے سب کافر ہیں۔ دیوبندی ہوں یا بریلوی، شیعہ ہوں یا چکڑالوی یا نیچری وغیرہ۔ اور ان کو نبی ماننے والے خالص مسلمان اور بلا اشتراک جنت کے واحد مالک ہیں۔"

جب علماء دیوبند کو اس دھوکا منڈی کا پتہ چلا۔ تو انہوں نے وہی ڈھول اٹھا کر اپنے گلے میں ڈالا۔ اور قادیانیوں کو زور سے للکارا پکارا۔ کہ آؤ اس ڈھول کی اصلی آواز کو سنیئے۔ ہم آپ کو سناتے ہیں۔ وہ دوڑے دوڑے آئے۔ اور اس آواز پر کان لگایا۔ تو اس آواز کو اپنے خیال کے برخلاف پایا۔ حیران ہو گئے۔ کہ ڈھول تو وہی ہے۔ جو ہم بڑے بڑے جلسوں میں پکڑ دیتے وقت بجایا کرتے تھے بڑے حضرت جی نے بھی بجا کر وہی آواز سنی جو ہم سن رہے ہیں۔ اور چھوٹے حضرت میاں جی نے بھی وہی آواز سنی۔ اور ہم تک پہنچائی۔ اب اس کو کیا ہوا یہ آواز کیسے بدل گئی پہلے تو اس سے آواز آ رہی تھی کہ دیوبندیوں کے بڑے باغی

نے خاتم النبیینؐ کے دروازہ کو توڑ ڈالا ہے۔ لہٰذا نبی کریمؐ کے بعد اور نبی آسکتے ہیں۔ جب علمائے دیوبند نے اس ڈھول کی آواز کو اصلی رنگ میں عام پبلک اور علمائے قادیان کے سامنے پیش کیا۔ تو سب حیران ہو گئے۔ کہ ڈھول تو وہی ہے۔ آواز کیوں بدل گئی؟

لفظِ کیوں پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ مشہور ہے:۔ کہ ایک ولی اللہ کہیں جا رہے تھے۔ دیکھا کہ راستہ میں بہت لوگ جمع ہیں۔ پوچھا۔ تو جواب ملا۔ کہ ہاتھی مرا پڑا ہے۔ ہاتھی کو خوب غور سے دیکھا۔ تو کہا۔ ہاتھ، ناک، کان، منہ، پاؤں دم باقی سب بدن درست ہے۔ یہ مر کیوں گیا۔ اُن کے یہ کہنے سے وہ ہاتھی فوراً سیدھا کھڑا ہو گیا۔

یہاں بھی مجھے یہی ڈر ہے کہ حضرت میاں صاحب اپنی کرامت سے اس ڈھول میں سے وہی پہلے والی آواز پیدا کر دیں۔ تو تعجب نہیں۔ اس وقت غیر قادیانیوں کی سب تردیدی کتابیں بیکار ہو جائیں گی۔ اور یہ کوئی محال بات نہیں آخر آپ بھی تو فضلِ عمر ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامات تو دنیا میں مشہور ہیں۔ اور نہیں تو یا ساریۃ الجبل، اور دریائے نیل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط بذریعہ عمرو بن عاص ڈالا جانا۔ جس سے پھر کبھی بند نہ ہونا، اور ہمیشہ جاری رہنا۔ اور ان کی کرامت سے ایک بد رسم کا بند ہو جانا تو سب ناظرین کو یقیناً معلوم ہو گا۔

جب قادیانیوں نے مجلس کا رنگ بدلا ہوا دیکھا، اور یہ یقین ہو گیا۔ کہ یہ ڈھول ہمارے ہم نواہوتے سے انکاری ہے۔ تو اب انہوں نے عام

پبلک کے سامنے اپنی وہ پرانی (بوسیدہ) آواز منہ سے نکالنے سے احتراز کر کے منہ پر مہر سکوت لگا دی۔ اور آگے چل کر کہیں راستہ میں اپنے گلے سے نکال کر اس ڈھول کو کہیں پھینک دیا۔ اور چلے گئے۔

چنانچہ آپ ناظرین میں سے آج کوئی صاحب کسی قادیانی کی زبانِ مبارک سے کسی جلسہ میں یہ الفاظ نہ سنیں گے۔ کہ مولوی محمد قاسم نے تحذیر الناس میں نبی کریمؐ کے بعد اور نبی کا آنا جائز رکھا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے شاید کوئی جلسہ اس آواز سے خالی ہوتا تھا۔ غرض وہ تو ڈھول راستہ میں ڈال کر چلے گئے۔ اب اسی سڑک پر پیچھے ایک اور قوم عمامہ پوش، جبہ پوش آ رہی تھی دیکھا کہ ایک خوبصورت ڈھول پڑا ہوا ہے۔ اس لقطہ کو موافق قانونِ شریعت اسلامیہ تشہیر کرنے کی غرض سے اٹھا لیا۔ جب پہلے بڑے حضرت صاحب نے گلے میں ڈال کر بجایا۔ تو ایک خوبصورت آواز آئی۔ کہ دیوبندیوں کے بڑے اباجی نانوتوی اور باقی سب کے سب کافر ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) کیونکہ انہوں نے خاتم النبیینؐ کے اس دروازہ کو توڑ ڈالا ہے۔ جو اللہ تبارک نے کلامِ الٰہی پ۲۲ میں تقریباً بارہ سو سال سے مضبوط بند کر رکھا تھا۔ اِن بھلے مانسوں نے یہ نہ سمجھا۔ کہ یہ آواز اصلی نہیں۔ یہ تو اس آواز کے مشابہ ہے جو غزوہ احد میں مسلمانوں کے کانوں میں یوں آئی تھی۔

الا انّ محمداً قد قتل

اس آواز سے وہ بہت خوش ہوئے کہ یہ آواز تو یہاں بڑوں کو ذلیل و خوار کرنے بلکہ کافر بنانے کے لئے بہت عمدہ ہتھیار ہے اور

اس طرف ان کا ذہن بھی نہ گیا۔ کہ غور تو کریں۔ شاید یہ شیطانی آواز ہم پر الٹ کر ہم پر آپڑے اور ہمارے گلے میں لعنت کا ہار (طوق) بن جائے۔ حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو کافر کہتا ہے اور واقع میں وہ کافر ہوتا ہے (تب تو خیر) اگر وہ کافر نہیں ہوتا تو وہ کفر لوٹ کر کہنے والے کے بدن سے آکر چپٹ جاتا ہے۔ دیکھو حدیث ہذا عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک (بخاری)

اور اس آواز کا صرف زبانی لوگوں اور بڑے بڑے جلسوں میں اعلان نہیں کیا۔ بلکہ یہ شیطانی آواز اپنی کتابوں میں درج کر کے شائع بھی کر دی ہائے افسوس ؏ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ جب اہل علم تحذیر الناس ہاتھ میں لے کر ہماری تحریر سے مقابلہ کرینگے تو اس وقت جزاک اللہ پڑھیں گے۔ یا لاحول ولا قوۃ۔

سوال:۔ از مولانا مسافر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایسی کون سی بے سمجھ قوم ہے جس نے بلا سوچے سمجھے وہ ڈھول بجا کر ایک شیطانی آواز کو متبرک کتابوں میں لکھا اور شائع کیا اور مفت میں بدنامی کو اپنے ذمہ لے لیا۔

جواب:۔ مسافر صاحب میں تو کسی کو بے سمجھ کہتا نہیں ہوں۔ آپکی مرضی کہو یا نہ کہو۔ باقی وہ قوم آپ کی بریلوی جماعت ہے۔

سوال:۔ از مولانا مسافر۔ میں نہیں مانتا۔ کہ کوئی اہل علم کسی کو کافر کہے خصوصاً اہل علم کو میں نے تو تحذیر الناس اول سے آخر تک خود پڑھی ہے۔ اس کی کسی

عبارت سے یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ ہمارے نبی کریمؐ کے بعد کوئی اور نبی آسکتا ہے بھلا کوئی اہل علم اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیسے کر سکتا ہے کہ غیر نبی کو نبی بنائے یا کسی مسلمان کو نام لے کر کافر کہے۔ ہمارے اعلیٰ حضرت تو ملفوظ حصہ اول ص۱۳۵ پر یوں تحریر فرماتے ہیں۔

سوال۔ از حضرت۔ ہر کافر ملعون ہے؟

جواب:۔ ہاں عند اللہ جو کافر ہے قطعاً ملعون ہے۔ کسی خاص کا نام لے کر پوچھا جائیگا۔ ہم ملعون نہ کہیں گے ممکن ہے کہ توبہ کر لے اور اگر عام کفار کی بابت سوال ہوا۔ تو ملعون کہیں گے۔ مسافر صاحب اب آپ سے سوال صرف یہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب، مولوی اشرف علی صاحب جن کو اعلیٰ حضرت نے نام لے لے کر کافر لکھا ہے۔ اعلیٰ حضرت کو یقین ہے کہ یہ دیوبندی سب کے سب بے توبہ فوت ہونے کے سبب ملعون اور دوزخی ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

میرے مہربان جامع صاحب

اب دو باتیں تمہارے ذمہ ہیں:۔ (۱) یہ کہ بریلوی حضرات میں سے کسی نے مولوی محمد قاسم کے ذمہ یہ جھوٹ لگایا ہو کہ انہوں نے تحذیر الناس میں نبی کریم کے بعد اور نبی کا آنا ممکن لکھا ہے۔ کیونکہ اگر انھوں نے اس بات کو جائز رکھا ہوتا تو جب اسی تجویز کے ماتحت مرزا صاحب اللہ تبارک کی طرف سے نبی ہو کر آگئے تھے تو انہوں (دیوبندیوں) نے اپنے عقیدہ کے مطابق مرزا صاحب کو سچا نبی کیوں یقین نہ کیا۔ الٹا ان کی تردید میں بہت سی کتابیں لکھ کر شائع کیں۔

یہاں تک کہ آپس میں کفر تک کے فتوے جاری ہوئے جلدی جواب دو۔ میں نقد کا خریدار ہوں۔ ادھار کا گاہک نہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ ہمارے بریلوی حضرات میں سے کسی نے کسی مسلمان کو نام لے کر کافر کہا یا لکھا ہو وہ تو الٹا نام لے کر کسی کو کافر کہنے کی ممانعت کرتے ہیں جیسے کہ آپ ملفوظات اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی شریف حصہ اول صہ ۱۳۵ کی عبارت ابھی سن چکے ہو۔

جواب نمبر اول (۱) اعلیٰ حضرت بریلوی جب حج پر گئے تو علماء حرمین الشریفین کے سامنے بہت گمراہ فرقوں کا نام پیش کیا اور سب پر کفر کے فتوے لگوائے پہلا فرقہ مرزائیوں جیسا کا نام غلامیہ رکھا۔ دیکھو" حسام الحرمین صہ ۹۶ پر یہ کتاب اس طفل مکتب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

دوسرے فرقہ کا نام وہابیہ امثالیہ رکھا۔ اس کی کئی قسمیں بیان کیں اُن میں سے ایک کا نام قاسمیہ رکھا۔ اس کے متعلق لکھا کہ یہ قاسم نانوتوی کیطرف منسوب ہے جس کی تحذیر الناس ہے اور اس نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تأخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ الخ حسام الحرمین

(۱) یہاں اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی عبارت علماء حرمین الشریفین کے سامنے پیش کرتے ہوئے نقل کرنے میں عجیب کاریگری کی ہے کہ پہلے صہ ۱۴ کی عبارت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر رکھدیا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ لفظ بلکہ کبھی کلام کے شروع میں نہیں آتا۔ اس خط کشیدہ لفظ کا تعلق اپنے ماقبل والی پہلی کلام سے ہوتا ہے۔ حسام الحرمین کی اس عبارت کا صدق کذب اس تقریظ سے بخوبی واضح ہوتا ہے جو حضرت صاحب سیال شریف کے قلم سے کسی جگہ اس کتاب میں موجود ہے اعلیٰ حضرت نے تو مولانا نانوتوی کو نام لے کر علماء حرمین سے کافر لکھا لکھوایا۔ اور حضرت سیالوی مولانا نانوتوی کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان لکھ رہے ہیں۔ بش باش

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان ہر دو حضرات میں سے کون سچا ہے۔ ناظرین خود تحذیر الناس ہاتھ میں پکڑ کر عقل و فکر سے کام لے کر فیصلہ کرلیں۔

ناظرین! میں چاہتا ہوں کہ حضرت سیالوی (اطال اللہ بقائہ) کا وہ مسلمہ منطقی قاعدہ جو انہوں نے اپنی تقریظ میں لکھا ہے۔ آپ کے سامنے پیش کردوں تاکہ آپ کو میری بات کا یقین ہو جائے۔ وہو ہذا :۔

قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ جزاکم اللہ منطق کا یہ ایسا قانون ہے کہ ایساغوجی (یہ کتاب منطق کا قاعدہ ہے) پڑھا ہوا کاتب الحروف جیسا ادنیٰ طالب علم بھی اس قانون کی تشریح کرسکتا ہے۔ حضرت منطق صرف عمامہ پوش و جبہ پوش بن جانے سے نہیں آتی۔ کس قدر اہل علم کی جوتیاں اٹھانے و محنت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر بڑے حضرت نے

ویسا غوجی اور قال اقول ہی پڑھ لی ہوتی تو ان کی کلام پر کسی کو اعتراض کرنے کا موقعہ نہ ملتا۔ یا باوجود منطق دانی کے قضیہ فرضیہ و قضیہ حقیقیہ کے فرق کو کسی ضروری غرض کے لئے نظر انداز کر دیا گیا ہو۔ واللہ اعلم

لیکن شق ثانی اتنے بڑے مجدد سے بعید ہے۔ آگے چلئے۔

(۱۱) حضرت شیر پنجاب فرماتے ہیں: "پہلے اجرائے نبوت کا مسئلہ دیوبندیوں نے جاری کیا۔" حضرت شیر کے مبارک خیال میں کتاب مقیاس نور علی نور رہے اور حقیقت میں واللہ یہ کتاب حنفیت کی روشن پیشانی پر ایک ایسا سیاہ داغ ہے۔ جو ہزار صابن سے بھی صاف نہیں ہو سکتا۔ حضرت شیر صاحب بھول گئے۔ اس کا نام تو بیت الاکاذیب رکھنا بہت مناسب ہے۔

(۱) اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔" مقیاس حنفیت ص ۱۹۷ یہ کتاب یہاں موجود ہے۔ آگے چلئے

مفتی احمد یار صاحب گجراتی کا یہ بیان ہے۔ "خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی لہذا اگر حضور علیہ السلام کے بعد اور بھی نبی آجاویں تو بھی خاتمیت میں فرق نہ آئے گا۔" (جاء الحق و زہق الباطل ص ۳۷)

ان حضرت نے تو خوفِ خدا کو بالائے طاق رکھ کر کمال کر دکھایا۔ مواخذہ اخروی کا بھی خیال نہ کیا کہ یہ جبہ پوشی وہاں کام نہ آئے گی۔ اور نہ جنت میں لے جائے گی۔

لطیفہ

جامع اوراق سے ایک دن گجرات کی کچہریوں کی احاطہ میں قاضی نور عالم صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل سابق ممبر ضلع گجرات نے بیان کیا کہ میں دو دن مفتی احمد یار صاحب کے درس قرآن مسجد پاکستانی چوک میں گیا تھا دوسرے دن انہوں نے درس میں فرمایا۔ ہم نے سب مرزائیوں کو بھی جہنم میں پہنچا دیا۔ اور سب دیوبندیوں کو بھی جہنم میں پہنچا دیا۔ یہ دلیری یہ جرأت شاباش جزاک اللہ۔ میں لاحول پڑھ کر چلا آیا۔ پھر نہیں گیا۔ کہ ایسا درس تو سننا بھی گناہ ہے۔ جامع اوراق بھی دو دن اس بابرکت درس میں گیا۔ دوسرے دن مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ ان لوگوں دیوبندیوں کو کیا ہو گیا ہے کہ رسول اللہ ہی کا ممبر اور اسی ممبر پر بیٹھ کر رسول اللہ ہی کو گالی نکالیں۔ ان کو شرم نہیں آتی۔"

یہ ڈبل جھوٹ سن کر میں لاحول پڑھتا ہوا چلا آیا۔ پھر نہیں گیا۔

نتیجہ کلام۔ اگر مفتی صاحب یا کوئی اور حضرت جبہ پوش مفتی صاحب کی عبارت خط کشیدہ تحذیر الناس سے دکھادیں تو خدا تعالیٰ کی قسم صد روپیہ انعام دوں گا۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔

حضرت مسافر صاحب آئیے ان ہر سہ کتب کے صدق و کذب کی پڑتال کریں۔

حضرت مسافر صاحب اب آپ سے ابن ابجد خوان کا صرف یہ سوال ہے کہ حضرت شیر پنجاب کو ص ۱۴۲، ص ۲۸ کی عبارت تو نظر آ گئی۔ اور

صٹ ۱ کی تحذیر الناس میں سے یہ عبارت خط کشیدہ نظر نہ آئی:

ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) مثل انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی اوکما قال ۔

یہ تو وہی مثال ہوئی کہ ایک شخص یا شیر پنجاب کہیں لاہور سے بذریعہ ریل گاڑی قادیان گیا تھا۔ پھر وہاں سے گاڑی پر بریلی شریف گیا تھا۔ لیکن راستہ میں صرف شہر امرت سر آیا۔ نہ لدھیانہ، نہ انبالہ، نہ سہارنپور، تو کیا سننے والے اس کی بات کی تصدیق کر لیں گے۔ یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ کیونکہ یہ سب شہر راستہ میں آتے ہیں تو یہاں بھی حضرت شیر پنجاب یہی کہہ دیں گے۔ میں نے تحذیر الناس اول سے آخر تک ایک ۔ ایک حرف کرکے پڑھی ہے۔ یہ عبارت مجھے نظر نہیں آئی ناظرین آپ تعجب نہ کریں۔ حاجیوں کے لئے ایسی بات کہہ دینی ایک معمولی بات ہے اور جائز ہے۔

لطیفہ

کسی ایک حاجی صاحب نے عدالت میں جھوٹی گواہی دی۔ حاکم نے کہا۔ تو جھوٹ کہتا ہے۔ وہ بولے۔ واہ صاحب واہ میں کیسے جھوٹ کہہ سکتا ہوں میں تو حج بھی کر دیا ہوں۔ اتفاقیہ بات کہ حاکم بھی حاجی تھا۔ گواہ سے پوچھا۔ اچھا اگر تم حاجی ہو تو یہ بتاؤ۔ عرفات کیا ہے؟ اور زمزم کیا؟ جواب ملا عرفات ایک باغ ہے اور زمزم ایک بڈھا آدمی ہے جو کبریا لے کر اس باغ کی نگہداشت کر رہا ہے۔ حاکم نے کہا۔ تو جھوٹ بکتا ہے۔ (۱) عرفات ایک میدان ہے درختوں

کا وہاں نام ونشاں بھی نہیں۔ شہر مکہ سے ۹ میل ہے اور زمزم بیت اللہ شریف کے پاس ایک کنواں ہے جس کا پانی حاجی پیتے اور لاتے ہیں۔ جواب ملا جب میں گیا تھا۔ اس وقت تو ایسا ہی تھا آپ کے وقت میں بدل گیا ہوگا۔ مجھے مقیاس حنفیت بہت پیاری ہے۔ کیونکہ اس کی سب باتیں سچی ہیں۔ "این خانہ ہمہ نور است"، کا مصداق ہے۔ ایک دو باتیں عرض کرتا ہوں: تاکہ ناظرین بھی اس کتب کے فیض عام سے محروم نہ رہیں۔ تھوڑی سی برکت حاصل کر ہی لیں۔

اول :۔ دیوبندیوں کا کلمہ بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہے۔ صٹ ۱۹۶

مولوی اشرف علی صاحب کے ایک مرید نے خواب اور بیداری کا واقعہ بیان کیا ہے۔ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ کا (اشرف علی) نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا۔ کہ مجھے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ (۱) ۲ یہ تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے اشرف علی نکلتا ہے (مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو۔ وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ مقیاس کی عبارت ختم

ناظرین میں پہلے اصل واقعہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں جو خود تھا۔ بھوں سے سنا ہوا ہے۔ بعد میں عرض کروں گا کہ شیر پنجاب نے اس نقل میں کس قدر جھوٹ چھری سے ذبح کرکے کھا لیا ہے اور باقی مسلمانوں کو بھی کھلانے کی کوشش کی ہے۔

بے شک مولانا کے ایک مرید کو خواب آیا کہ ذکرِ کلمہ کہہ رہا ہوں۔ اور بے اختیار منہ سے دو تین دفعہ بجائے رسول اللہ کے اشرف علی رسول اللہ نکلتا ہے۔ اسی وقت معلوم ہوا۔ کہ غلط پڑھتا ہوں۔ جب خواب سے بیدار ہوا۔ تو اس نے پریشانی کی حالت میں حضرت کی خدمت میں خط لکھا۔ کہ حضرت اس واقعہ سے میں کافر تو نہیں ہو گیا۔ میری تسلی فرمایئے۔ کہ کیا میں ایسا خواب میں پڑھنے سے کافر تو نہیں ہو گیا۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ میرا اعتقاد پہلے بھی یہی تھا۔ اور اب بھی یہی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک کے سچے پیغمبر ہیں۔ اور آپ خدا کے پیغمبر نہیں۔"

حضرت مولانا نے جواب لکھا۔

(۱) اول تو خواب کی کسی بات کا شریعت میں اعتبار ہی نہیں کیا گیا۔ ورنہ کبھی شرعی حکم کی بنا خواب پر رکھی گئی۔ دیکھو مذہب حنفی کے بڑے بڑے فتاوے (۲) دوسرا جب آپ کا اعتقاد (کہ رسول اللہ خدا کے سچے پیغمبر ہیں۔ اور اشرف علی خدا کا پیغمبر نہیں) درست ہے تو پھر آپ کو ڈر ہی کا ہے کا ہے" اس خواب سے اشارہ اتنا نکلتا ہے کہ آپ جس شخص سے رجوع (بیعت) ہیں وہ متبع سنت ہے۔

حضرات ناظرین! ایمان سے بتلایئے۔ کیا اس خواب سے وہ شخص کافر ہو گیا۔ یا حضرت مولانا کافر ہو گئے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

کیا سب دیوبندی یوں ہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ یہ ہے ڈبل چوری۔ جو حضرت اچھروی کی آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ اللہ کرے کہ چوروں کی چوری پکڑنے

والے بھی دنیا میں پیدا ہوتے ہی رہیں۔

دوسرا واقعہ ایک شخص مرید نے خواب کا واقعہ حضرت تھانوی کی خدمت میں یوں عرض کیا۔ کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے گھر میں حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔"

مولانا نے فرمایا: "اس خواب کی تعبیر میری سمجھ میں یہ آتی ہے کہ کوئی کم سن عورت میرے نکاح میں آئے گی" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ لوگوں نے اولاد ہونے کے لئے ایک نوجوان عورت سے نکاح کرا دیا۔ یہ مائی صاحبہ آج کل بھیرہ میں مقیم ہیں۔

یہاں اس خواب میں حضرت شیر صاحب کوئی کا لفظ ہضم کر گئے اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب جاء الحق میں کوئی کم سن عورت لکھتے ہیں۔ بہتر تو یہ تھا کہ دونوں دوست صاحبِ مقیاس و صاحب جاء الحق آپس میں مشورہ کر کے قلم ہاتھ میں پکڑتے تو بہت فائدہ ہوتا اور یہ ذلت نصیب نہ ہوتی۔ جو بڑے بڑے مجمعوں میں اب ہو رہی ہے۔

یہ ابجد خواں ہر دو حضرات سے پوچھتا ہے کہ اگر بالغرض چار آدمی ایک شخص کو خواب میں ایک غیر منکوحہ عورت سے وطی کرتے دیکھ لیں اور قاضی اسلامی کی عدالت میں اس کے سامنے شہادۃ دے دیں۔ تو آپ کے مذہب میں کیا وہ شخص عند اللہ مجرم قرار دے دیا جائیگا اور اس پر حد شرعی قائم ہو جائیگی (سو دفعہ درے) کہیئے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

راقم الحروف: میں ان ہر دو حضرات سے ان کے شہر میں تھانہ والے کے

سامنے ان دونمبروں پر جس تاریخ پر وہ بلائیں۔ گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوا
تھانہ دار صاحب یا اور کوئی معزز شخص منصف مقرر ہوگا۔ گفتگو سے پہلے دو
صد روپیہ منصف کے ہاتھ پر پہلے میں رکھ دوں گا۔ پھر وہ ہر دو بھی رکھدیں
روپیہ رکھدیں۔ جھوٹے کی رقم سچے کو دے دی جائے۔ جلدی تشریف ... [illegible]
اطلاع دیں۔ یہ جھوٹ کا جرمانہ ہوگا۔

سوال۔ از مولانا مسافر صاحب آپ دیدہ دانستہ ان حضرات نے۔ اپنی کتابوں میں جھوٹ موٹ لکھ
کر کیوں شائع کئے؟ (از جانب مسافر صاحب)

جواب:۔ کتب فروشی کے لئے جس کا بیان ابھی آتا ہے۔ آگے چلیئے۔

(۳) .... یہ حضرت پاکستان کے مفتی اعظم ہیں۔ انہوں نے بھی تحذیر
کی عبارت جاء الحق (برعکس نہند نام زنگی کافور) میں نقل کرتے وقت عجیب
کاریگری برتی ہے۔ بڑے حضرت سے بھی دو قدم آگے نکل گئے۔ ان حضرت
نے ص۳، ص۲۸ تحذیر الناس کی عبارت کو اس طرح مسخ کیا۔ کہ شکل ہی
بگاڑ دی۔ جیسے ایک بندر یا لنگور کو انسانی لباس پہنا کر کھڑا کر دیں تو کیا
کوئی بھلے مانس اس کو انسان کہے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہی حال یہاں ہے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت بڑے انجینئر ہیں۔ انہوں نے نقل عبارتِ تحذیر
میں کمال کر دیا ہے۔ ان کی عبارت خط کشیدہ پڑھ کر سخت افسوس ہوا۔
ناظرین گھبرائیں نہیں۔ تحذیر ہاتھ میں پکڑ کر مقابلہ کریں۔ میرے پاس
تحذیر الناس کے تین نسخے ہیں۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ مجھ سے دیکھنے
کے لئے لے لے۔ اس موجودہ شکل کے ساتھ یہ تمام عبارت تحذیر میں نہیں خصوصاً

لفظ فلط آیں حیران ہوں کہ مفتی صاحب نے یہ عبارت لکھتے وقت یہ بھی خیال
نہ کیا کہ جب لوگ تحذیر الناس سے مقابلہ کر کے میری عبارت پر گرفت کریںگے
تو اس وقت میری سخت بدنامی ہوگی۔ اور جگت ہنسائی بھی ہوگی۔ کیونکہ دنیا
میں بسنے والے سب بے وقوف نہیں ہیں۔ کوئی کوئی مستقل مند بھی ہے جاء الحق
میرے پاس موجود ہے اور اس وقت ہاتھ میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں
نے قلم ہاتھ میں پکڑنے سے پہلے ہی انصاف کو جواب دے دیا تھا اور خیال
کر لیا تھا۔ کہ اہل علم تو یہ کتابیں دیکھیں گے نہیں (اور ہے بھی صحیح، بھلا ان کو
کیا مصیبت پڑی ہے کہ بیت الخلا کا ذیب کے دیکھنے میں اپنا قیمتی وقت
ضائع کریں) چلو جو چاہو لکھے جاؤ۔ خوب کتب فروشی ہوگی۔ کتب فروشی
عجب چیز ہے۔

لطیفہ

ایک پٹھان قادیان پہنچا۔ مرزا صاحب کا مرید ہوگیا۔ جب گھر گیا تو ہم وطنوں
نے پوچھا۔ کجا رفتہ بودی؟ گفت در قادیان دار الامان رفتہ بودم۔ پوچھا گیا
پیغمبر شما چہ گونہ است؟ جواب واہ واہ آغا پیغمبر ما کتب فروش ست۔

پس ثابت ہوا۔ کہ فرقہ حقہ کے رد میں کتابیں بنا کر کتب فروشی کرنی مرزا
صاحب کی سنت ہے۔ اس سنت کو ہمیشہ جاری رکھنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ نبی
کی یہ سنت مر جائے اور ہم قیامت میں پکڑے جائیں۔

مولانا مسافر کا بیان ہے کہ میں مقیاس اور جاء الحق کے کتب خانہ میں
گیا ہوں۔ باوجود استاد ہونے کے اگر اب حق چھپاؤں تو کافر ہوتا ہوں مینگ

یہ ہر دو حضرات کتب فروش ہیں۔ دروغ بر گردن راوی۔

فائدہ: مولانا نانوتوی اور حضرت تھانوی نے کتب فروشی نہیں کی اور نہ کسی کتاب کا حق تصنیف ثواب ضائع ہونے کے خوف سے لیا۔ ایک یورپین سے پر لطف گفتگو کے ضمن میں:۔

اسلامی بھائی کا نمونہ دیکھئے۔

سوال:۔ (از یورپین انگریز) مولانا میں نے سنا ہے کہ آپ نے قرآن کی کوئی تفسیر لکھی ہے؟

ج:۔ جی ہاں لکھی ہے۔ بیان القرآن نام ہے۔ س: کتنی بڑی ہے؟ ج۔ بڑی تقطیع پر ۱۲ جلد ہے۔ س:۔ آپ کا کتنا وقت خرچ ہوا؟ ج:۔ میں نے اس کام کے لئے روزانہ ۲ گھنٹے وقف کر رکھے تھے۔ کئی سال میں یہ کام تکمیل کو پہنچا۔ س:۔ پھر آپ کو اتنے بڑے کام کے عوض کیا انعام ملا؟ ج ایک پیسہ بھی نہیں ملا۔ س: سر گھما کر نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہوئے انگریز بولا۔ پھر آپ نے اتنا وقت ہی کا ہے کو ضائع کیا؟ ج۔ صاحب بہادر میں نے پیسہ ٹکہ کا انعام لینے کی غرض سے یہ تفسیر بنائی ہی نہیں تھی۔ میں نے اپنی قوم کے فائدہ کے لئے بنائی تھی۔ جب میری زندگی میں چھپ گئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری قوم دینی بھائی پڑھ کر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں تو میرا دل بہت خوش ہوتا ہے۔ اور میں یقین کر لیتا ہوں کہ میری محنت ٹھکانے لگ گئی۔ **تشبیہ:** حضرت فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ یہ لوگ (انگریز) اپنی قوم کے بہت زیادہ خیر خواہ ہوتے ہیں۔ لہذا میرا یہ جواب سن کر وہ بہت ہی خوش

ہوا۔ اور کہنے لگا واہ مولانا واہ۔ جب آپ نے اپنی قوم کے فائدہ کو مد نظر رکھ کر اتنی بڑی تکلیف برداشت کی تو پھر تو آپ کو بہت بڑا انعام مل گیا۔

احقر نے بعض وہ لوگ بھی دیکھے ہیں جو مولانا کو کافر کہنے اور اعتقاد کرنے کے باوجود اس تفسیر سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ نام لینا مناسب نہیں ورنہ میں آپ کو نام بھی بتا دیتا۔ وجہ یہ ہے کہ اس تفسیر کے بغیر کسی مفسر نے بالالتزام ربط آیات اوّل سے آخر تک ہوا نہیں کیا۔

ناظرین! ایک نکتہ بعنوان لطیفہ کتب فروشی یاد آیا۔ وہ بھی سن لیجئے۔

ایک بے علم سید صاحب نے بھوک سے تنگ آکر ایک وقت کہا۔ ہمارا رسول نے کیا بھلا کیا۔ صدقات واجبہ تو ہمارے لئے بند کر گئے اور نہیں تو قرآن کریم بذریعہ تجارت فروخت کرنا ہمارے لئے خاص کر جاتے تو آج کوئی سید دنیا میں بھوکا نظر نہ آتا۔ خالی آل رسول آل رسول کہلے باندھ کر ہم کیا کریں؟ ایک اہل علم نے سن کر جواب دیا۔ حضرت آپ بھی سچے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے زیادہ سچے اور عقلمند تھے۔ اگر قرآن کریم کی تجارت کو سیدوں کے ساتھ خاص کر جاتے تو کتب فروشی کی تہمت آتی تھی۔ اس تہمت سے حضور نے اپنے دامن کو پاک رکھا۔ اور خود بمعہ شیر خدا مزدوری کر کے آپ لوگوں کو سبق پڑھایا کہ ہاتھوں سے محنت کر کے خود کماؤ اور خود کھاؤ۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

حضرت علیؓ کے اوّل نمبر پر خلیفہ نہ ہونے پر بعض اہل علم ایک یہ بھی جواب دیا کرتے ہیں کہ اس میں تہمت آتی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جس تجارت میں تہمت

آتی ہو۔ وہ چھوڑ کر اور کرنی چاہیئے۔ اب سنا گیا کہ تجارت کو فروغ دینے کے لئے ایک تفسیر گجرات میں تیار ہو رہی ہے۔ قیمت گراں بنی گئی۔ فی پارہ عـ۵ حالانکہ اس سے پہلے اردو تفسیریں مواہب الرحمٰن از سید امیر علی صاحب تفسیر اعظم، تفسیر حقانی، خلاصۃ التفاسیر وغیرہ موجود ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ پہلی تفسیروں سے لوگوں کی ضرورتیں پوری نہ ہوتی تھیں۔ اب یہ حضرت وہ سب کمی پوری کریں گے۔ سبحان اللہ

مولانا مسافر صاحب آپ اپنی دوسری بات کا جواب سُنیئے۔

سوال:۔ اسماعیل دہلوی کو کیا سمجھنا چاہیئے؟

جواب:۔ (از اعلیٰ حضرت) میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے۔ ہم منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔ البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی مجدد مأتہ حاضرہ حصہ اوّل، ص۱۴۷

(یہ کتاب مکمل ہر چہار حصہ یہاں میرے پاس موجود ہے)۔

حضرت مسافر صاحب! بتایئے آپ کا گھر لوٹا ہوا یا نہیں۔ ایک بات رہ گئی وہ بھی سُن لیجئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ پنج تن جن پر حضرت مجدد نے آپ کے خیال کے برخلاف ایک ایک کا نام لے کر کفر کی مشین چلائی ہے۔ کون ہیں؟ آیئے میں آپ سے ان کا تعارف کرا دوں۔ کبھی وقت پر کام آئے گا۔

نمبر اوّل:۔ یہ قادیان کے نبی ہیں۔ ہمیں ان سے کچھ بحث نہیں ہے۔

(۲) یہ حضرت بریلی کے رہنے والے مولوی اسماعیل شہید کے پیر ہیں۔ جو سکھوں کی بارھویں لڑائی بالاکوٹ علاقہ پشاور میں بمعہ مرید مذکور شہید ہوئے

(۳) یہ حضرت مظاہر العلوم سہارنپور کے صدر مدرس اور مہاجر مدینہ ہیں مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بذل المجہود شرح ابوداؤد عربی لکھی۔ اس کتاب کی تعریف کسی اہل علم سے پوچھئے۔ میں تو جاہل ہوں۔ ان کی دو دعائیں قیام مدینہ کی مشہور ہیں (۱) اے اللہ تبارک جب یہ کتاب میرے ہاتھ سے پوری ہو جائے تب میری موت ہو۔ (۲) جنۃ البقیع میں میری قبر ہو۔

یہ دونوں دعائیں منظور ہوئیں۔ ان کی کتاب سے بڑی بڑی دینی علمی مدرسگاہوں میں فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ اور وہ مولانا جنۃ البقیع میں من مات فی الحرمین بعث من الآمنین کے مطابق اصحابوں کی بڑی بڑی ہستیوں کے ساتھ آرام فرما ہیں۔ لیکن مخالف لوگ آج تک ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔

لطیفہ: ایک بڑے اہل علم جامعہ ازہر مصر سے فارغ ہو کر آئے تو ایک اہل علم نے پوچھا۔ حضرت ان فضلاء کے دلوں میں تو علماء بریلی کی بڑی قدر ہوگی؟ جواب ملا۔ نہیں۔ جب علماء مصر فتح الملہم و بذل المجہود وغیرہ پڑھتے ہیں۔ تو سر پیٹتے ہیں۔ کہ عجمی لوگوں نے عربی شروح لکھ کر کمال کیا۔ علماء بریلی کو تو وہاں کوئی جانتا بھی نہیں۔ ان لوگوں کے دلوں میں اگر قدر ہے تو علماء دیوبند کی قدر ہے۔

(۴) یہ مشہور محدث بڑی ہستی کے مالک ہیں۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ تہجد کے لئے سویرے مسجد میں آئے۔ سانپ کے کاٹنے سے فوت ہو گئے

(۱) مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں۔ چونکہ اس شخص نے میرا انکار کیا۔ میری مخالفت

کی۔ لہٰذا اندھا ہوگیا۔ اور سانپ کی موت سے مرگیا! دیکھو حقیقۃ الوحی مرزا صاحب؛
حالانکہ حدیث کی رو سے یہ دونوں موتیں باعثِ فضیلت ہیں۔

(۴) آپ کے درس میں بڑے بڑے مولوی حدیث پڑھ رہے ہیں۔ ایک حاجی
مدینہ منورہ سے کوئی کپڑا ہدیہ لایا۔ آنکھوں پر لگایا۔ بوسہ دیا۔ تعظیم کی۔ طالبعلموں
میں سے ایک نے سوال کیا۔ حضرت اِس کپڑے میں کیا خوبی ہے۔ ہندوستان وغیرہ
کسی ملک میں یہ کپاہ کاشت کی گئی۔ کارخانوں میں روئی بناکر ولایت بھیجی گئی جہاں
کپڑا تیار ہوا۔ مدینہ منورہ کے سوداگر نے بازار میں بیٹھ کر فروخت کر دیا۔ کیا یہ کپاہ
مدینہ میں پیدا ہوئی ہے؟

مولانا نے اس سوال کا کیسا اچھا جواب دیا۔ کہ بھائی سچ کہتے ہو۔ آخر اس کو
مدینہ کی ہوا تو لگی ہے۔"

حضرات! اور سب باتیں چھوڑ کر اگر صرف اسی کو لیں۔ تو کیا جس شخص کے
اندر مدینہ منورہ کی اتنی محبت ہو۔ اس کو کافر کہنا اور لکھنا جائز ہے۔ آگے چلئے
(۵) یہ شخص تقویٰ میں بے مثل ہوتے ہیں۔ اہل علم تو ان کا احسان کبھی بھول
نہیں سکتے۔ سات آٹھ سو کے قریب چھوٹی موٹی تصانیف ہیں۔ جن سے آج
دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ تفسیر بارہ جلدوں میں بے مثل ہے۔ اس کا حال اہل
علم سے پوچھئے۔ بیان القرآن نام ہے۔ آج تک کسی شخص کے وعظ بالاستیعاب
قلم بند نہیں ہوئے۔ اِن کے وعظ منشی ساتھ ساتھ لکھتے جاتے تھے۔ میں دعوے
سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان کے پندرہ، بیس وعظ تنہائی میں بیٹھ کر
پڑھ لے تو اس کو حق اور باطل میں پورا پورا فرق نظر آجاتا ہے۔

ان کے خوفِ خدا کا حال سُنئے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ اگر کسی نے مولوی
احمد رضا خان صاحب کا ذکر نا جائز الفاظ میں شروع کیا۔ تو فوراً روک دیا۔ کہ ہم سننے
کے لئے تیار نہیں۔ جب کہا گیا۔ کہ انہوں نے حسام الحرمین وغیرہ میں آپ کو
کافر لکھا ہے۔ تو جواب ملتا۔ بھائی۔ انہوں نے ہمارے میں کوئی کفر کی وجہ دیکھی ہوگی
قیامت میں وہ خود جواب دہ ہوں گے۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔ ہم کو مواخذہ اخروی کا
ڈر لگ رہا ہے۔

پنج تن کا حال تو آپ سُن چکے۔ اب ذرا پہلے حضرت (جن سے سوال شروع
کیا گیا تھا) کا حال بھی سُن لیجئے۔ یہ شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے اور شاہ
عبد الغنی صاحب کے بیٹے ہیں (۱) اکبر بادشاہ کے ہاتھ سے سولے کے کنگن
مسئلہ بتا کر انہی نے اتروائے۔ اور کسی مولوی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔
(۲) دہلی کے بازار فاحشہ عورتوں سے انہیں نے خالی کروائے۔
(دیکھو ان کی سوانح عمری "حیاتِ طیبہ")
(۳) مجمع کثیر میں کھڑے ہوکر وعظ فرما رہے ہیں۔ ایک شخص کھڑے ہوکر
کہتا ہے۔ "میں نے سنا ہے کہ آپ ولد الزنا ہیں"۔ فرمایا بھائی: میری
والدہ کے نکاح کے گواہ اب تک موجود ہیں۔ اگر کہو تو میں پیش کرسکتا ہوں"
اسی کے مناسب مشہور ہے کہ ایک مولوی صاحب وعظ فرما رہے
تھے۔ ایک بے دین نے کھڑے ہوکر کہا۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کی والدہ بیوہ
ہوچکی ہیں۔ اور نہایت خوبصورت ہیں۔ آپ اِن کا نکاح میرے ساتھ کردیں
فرمایا۔ بھائی! وہ اپنے اختیار والی ہیں۔ اگر وہ راضی ہوجائیں تو مجھے کوئی

عذر نہیں، چلو دریافت کریں۔ چل پڑے۔ پیچھے سے آواز آئی۔ مڑ کر دیکھا۔ تو وہ شخص گر کر مرا پڑا ہے۔ کہا میرے مبر کی تلوار نے اسے قتل کر ڈالا ہے۔ یہاں تو مولوی اسمٰعیل شہید پر کفر لگانے سے پرہیز ہو رہی ہے اور الکوکبۃ الشہابیہ میں ستر سے زیادہ مراحتاً ان کے ذمہ کفر لگایا گیا ہے۔ یہ کتاب احقر کے پاس موجود ہے۔

فصل

مولانا مسافر ایک ملاقات میں آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے دیوبندیوں کی کتابوں کی خوب پڑتال کی ہے۔ ان کے پاس سوائے کفر اور گالیں گلوچ کے کچھ بھی نہیں۔"

آیئے! ذرا اس بات کی پڑتال کریں۔ بریلویوں کے بڑے تو اعلیٰ حضرت مجدد ہیں۔ آپ خود ان کے قلم سے کفر کی مشین دیکھ چکے ہیں۔ ایک اور بھی سن لیجئے۔ "دیوبندی نیچری جملہ مرتدین ہیں۔ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا۔ مسلم ہو کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا۔ اور اولاد ولد الزنا ہوگی۔" (ملفوظات حصہ دوم ص۱۳۳) یہ کتاب پوری ہر چہار حصص میرے پاس موجود ہے۔ یہاں اس ابجد خوان کو یہ شبہ ہے کہ چونکہ دیوبندی ایسے بڑے ہیں کہ کسی عورت سے تو ان کا نکاح ہو سکتا ہی نہیں ہے کہ حیوان (گائے بھینس) سے بھی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ تو کیا ان سب سے بریلویوں کا نکاح تو ہو جاتا ہوگا۔ ذرا سمجھ کر جواب دینا۔ کیونکہ میں نے آج تک نہیں سنا کہ کسی کا نکاح گائے بھینس

سے ہوا ہو۔

اب اصل کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ آیئے! مسافر صاحب۔ حق تلاش کریں (۱) بریلویوں میں تو بڑے اعلیٰ حضرت مجدد ہیں۔ ان کی مشین گن کا حال آپ سُن پڑھ چکے ہیں۔

(۲) دیوبندیوں کے بڑے مولانا محمد قاسم ہیں۔ اور کثرتِ تصانیف کے اعتبار سے بڑے حضرت تھانوی ہیں۔ اگر ان ہر دو حضرات کی کم از کم (نصاب شہادۃ کے مطابق) دو کتابوں سے کسی کو نام لے کر کافر کہنے کا لفظ آپ دکھا دیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ آپ کو سو روپیہ انعام دوں گا۔

یہ یاد رہے کہ یہاں بڑوں کا مقابلہ ہے۔ نہ چھوٹے جبّہ پوشوں کا۔ لہٰذا حضرت نانوتوی و حضرت تھانوی کی کلام سے کسی کو کافر کہنے کا لفظ دکھانا ہوگا مولانا مسافر صاحب آپ کا بہت سا قیمتی وقت ضائع کر چکا ہوں۔ آیئے اب آپ کو ایک عمدہ باغ کی سیر کرا کے رخصت کر دوں۔ وہ باغ کیا ہے؟ ایک عربی فتوئے کفر بر علماء دیوبند بمعہ ترجمہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے چونتیس ۳۴ علماء کا ہے۔

مولانا مسافر صاحب و معزز ناظرین!

حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے ایک چھوٹی سی کتاب المعتمد المستند اپنے قلم سے عربی میں تیار کی۔ اس میں علماء ہندوستان کے بڑے بڑے لوگوں کے اعتقاد اپنی طرف سے گھڑ کر علماء حرمین الشریفین

کے سامنے پیش کئے۔ ایک عمدہ کاریگری یہ کی کہ پہلے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام لیا۔ اور باقی علماء کو انہی کا ہم خیال ظاہر کیا۔ کہ یہ سب فرقے ضروریات دین کے منکر ہیں۔ اس طرح سے ہندوستان کے بڑے بڑے علماء خصوصاً فضلاء دیوبند پر کفر کا فتویٰ اہل عرب علماء سے لکھوا کر شائع کیا۔ جس کا نام ہے حسام الحرمین (یہ کتاب اس ابجد خواں کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ جس کو شوق ہو دیکھے۔ کل صفحات ۱۳۹ ہیں)۔

بعلاوہ حضرات جنہوں نے ہندوستان کے میدان میں کبھی قدم ہی نہیں رکھا۔ کیا جانتے۔ کہ اس وقت ہمارے ساتھ کیا دھوکا منڈی ایک مقدس صورت کی طرف سے ہو رہی ہے۔ آخر المہند علی المفند کے ذریعہ جب سب بھید ان لوگوں میں کھل گیا۔ تو انہوں نے یک زبان ہو کر جھوٹے کے حق میں لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھا۔ ان حضرات کی تقریظوں میں سے صرف دو ایک پہلی ایک پچھلی ناظرین کی تفریح طبع اور انکشاف حقیقت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ آپ حضرات غور سے پڑھیں۔ اور صدق وکذب کی پڑتال کریں پہلی تقریظ مکہ معظمہ کے ایک مفتی کی ہے

(۱) الحمد للہ الذی جعل علماء الشریعۃ المحمدیۃ بھجۃ الوجود وملاذ بلادھم وایضاً ھم الحق المبین الذی اتی الغیور وحرس بنصالھم عن دین سید المرسلین سور ملتہ المطھرۃ عن التعدی علیہ والبطل باد لتھم الواضحۃ ضلال المضلین الملحدین۔ اما بعد فقد نظرت الی ما حررہ ونقحہ العلامۃ الکامل والجھبذ الذی عن دین نبیہ یجاھد ویناضل

اخی وعزیزی الشیخ احمد رضا خان فی کتابہ الذی سماہ المعتمد المستند الذی رد فیہ علی رؤس اھل البلاغ والزندقۃ الخبثاء بل ھم اشر من کل خبیث ومفسد ومعاند وبیّن فی ھذہ الرسالۃ مختصر ما الفہ من کتاب المذکور وبیّن فیھا اسماء جملۃ من الفجرۃ الذین کادوا ان یکونوا بضلالھم من اسفل الکافرین فجزاہ اللہ وفیھا بیّن وھتک بہ خبیثۃ خبثھم وفسادھم الجزاء الجمیل وشکر سعیہ واحلہ من قلوب اھل الکمال المحل الجلیل۔ محمد سعید بن محمد بالصیل مفتی الشافعیۃ بمکۃ المحمیۃ۔ خلاصۃً۔ سب خوبیاں اُس خدا کو ہیں جس نے علماء شریعت محمدیہ کو عالم کی تازگی بنایا۔ اور ان کی ہدایت اور حق کو واضح کرنے سے شہروں اور بلندیوں کو بھر دیا۔ اور انکی حمایت دین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور کی ملت پاکیزہ کی چار دیواری کو دست درازی سے محفوظ فرمایا اور ان کی روشن دلیلوں سے گمراہ گر بے دینوں کی گمراہی کو باطل کر دیا۔ بعد حمد و صلوٰۃ میں نے وہ تحریر دیکھی۔ جسے اس علامہ کامل استاد ماہر نے نہایت پاکیزگی سے لکھا۔ جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف سے جہاد و جدال ہے۔ یعنی میرے بھائی اور میرے معزز حضرت احمد رضا خان نے اپنی کتاب مسمی بہ معتمد المستند میں جس بد مذہبی و بے دینی کے خبیث سرداروں کا رد کیا ہے۔ بلکہ وہ ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر ہیں اور مصنف نے اس رسالہ میں اپنی کتاب مذکور سے کچھ خلاصہ کیا ہے اور اس میں ان چند فاجروں کے نام بیان کئے ہیں۔ جو اپنی گمراہی کے سبب سے سب کافروں سے کمینہ تر کافر ہوں۔ تو اللہ اُسے اس کے بیان پر اور اس پر کہ اس نے ان کی خباثتوں اور خرابیوں کا

پردہ فاش کر دیا۔ محمدہ جزاء عطا فرمائے اور اس کی کوشش قبول کرے۔ اور اہل کمال کے دلوں میں اس کی عظیم وقعت پیدا کرے۔ کہا اسے اپنی زبان سے اور حکم دیا اس کے لکھنے کا۔ اپنے رب سے پوری مرادیں پانے کے امیدوار محمد سعید بن محمد بابصیل نے کہ مکہ معظمہ میں شافعیہ کا مفتی ہے۔

۱۲/ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ حسام ص۱۱۔ لے وہ غلام احمد قادیانی، رشید احمد گنگوہی محمد قاسم نانوتوی۔ اور اشرف علی تھانوی وغیرہ ہیں۔ حسام ص۹۲، ص۱۰۱، ص۲۳۸

(۲) آخری تقریظ۔ الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علیٰ من لا نبی بعده وعلیٰ آله واصحبه واتباعه وحزبه۔ اما بعد فاذا ثبت وتحقق ما نسب لهائلد أالقوم وهم غلام احمد القادیانی وقاسم النانوتی ورشید احمد الکنکوهی وخلیل احمد الانبهتی واشرف علی التانوی واتباعهم مما هو مبین فی السوال فعند ذالک یحکم بکفرهم واجراء احکام المرتدین علیهم وان لم تجو فیلزم التحذیر منهم والتنفیر عنهم علی المنابر وفی الوسائل والمجالس والمحافل حسما لمادة شرهم وقطعا بجرثومة کفرهم وخشیة من ان تسری روح الضلال التی فی العالم من مومنی بن آدم وانما قیدنا بالثبوت والتحقیق لان التکفیر بجاهه خطرة مهالکه وعره لم تسلکه ساداتنا العلماء الابتورد الاثبات والاعتقاد علی قواطع براهین الائمة الاثبات لا بمجرد تخمین واخبار، وتقبیت یوما تشخص فیه الابصار وصلی الله الخ شیخ عبد القادر شلبی طرابلسی مدرس حنفی مدینہ منورہ۔ یہ تقریظ

مدینہ منورہ کے ایک مفتی کی ہے۔

ترجمہ۔ سب خوبیاں ایک اللہ کو اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں اور ان کے آل و اصحاب و پیروان وگروہ پر حمد و صلوٰۃ کے بعد جبکہ ثابت و متحقق ہوا جو ان کی طرف نسبت کیا گیا۔ اور وہ غلام احمد قادیانی اور قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی تھانوی اور ان کے ساتھ والے ہیں اور وہ جو سوال میں بیان ہوا۔ تو بے شک یہ ان کے کفر پر حکم کرتا ہے اور یہ کہ مرتدوں کا جو حکم ہے۔ یعنی حاکم کے ان کو قتل کرنا ان پر جاری کیا جائے اور اگر یہ حکم وہاں جاری نہ ہو تو واجب ہے کہ مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے۔ اور جن سے نفرت دلائی جائے منبروں پر اور رسالوں میں اور مجلسوں اور محفلوں میں تاکہ ان کے شر کا مادہ جل جائے اور ان کے کفر کی جڑ کٹ جائے۔ اس خوف سے کہ کہیں ان کی گمراہی کی روح اسلامی دنیا کی طرف سرایت نہ کرے اور ہم نے ثبوت و تحقیق کی قید اس لئے لگادی کہ تکفیر کی راہوں میں خطرہ ہے اور اس کے راستے دشوار گزار ہیں۔ ہمارے سردار علماء راہ تکفیر بد اس وقت چلے ہیں جبکہ نور ثبوت پایا۔ اور ائمہ دین مجتہدین کی قطعی حجتوں پر اعتقاد فرمایا نہ مجرد اندازے اور خبر سے اس دن کا خوف کرتے ہوئے۔ جس میں آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی اور اللہ تعالیٰ درود و سلام بھیجے۔ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل و اصحاب پر۔ اس کے لکھنے کا حکم دیا۔ بندہ ضعیف عبد القادر توفیق شلبی طرابلسی نے کہ مسجد نبوی میں حنفیوں کا مدرس ہے۔

(حسام ص۲۳۸)

حضرات ناظرین! تحذیر الناس کوئی نایاب کتاب نہیں۔ اکثر اہل علم کے پاس

موجود ہے۔ اس کا خلاصہ ابھی آپ کے سامنے آتا ہے۔ آپ غور سے پڑھیں اور صدق و کذب کی پڑتال کر کے واضح کریں کہ دیوبندیت اور بریلویت میں کیا فرق ہے اور ان میں صحیح کون ہے۔ اور غلط کون۔ جو بات آپ کو حق معلوم ہو۔ لایخافون لومۃ لائم کے مطابق ظاہر کر دیں۔ اہل علم کی کمیٹی کا فیصلہ ہے کہ نشانوں کو چھوڑ دو اور صدق و کذب دریافت کرنے کے لیے اصل کو پکڑ لو۔ دیوبندیت کے اصل مولوی محمد قاسم صاحب ہیں اور بریلویت کے اصل مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے مولوی محمد قاسم صاحب کی تحذیر الناس سے تین جگہ کی تھوڑی تھوڑی عبارت لے کر علماء حرمین الشریفین کے پیش کر کے کل علماء دیوبند پر کفر کا فتویٰ تحریر کر دا کر حسام الحرمین کے نام سے شائع کیا ہے۔ ان سب فتووں میں سے احقر نے ناظرین کی آگاہی کے لئے ایک پہلا، ایک پچھلا مع ترجمہ مولانا بریلوی صاحب یہاں درج کر دیا ہے۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مولوی محمد قاسم صاحب نے بھی حضرت بریلوی کی طرح اپنی متعدد تصانیف میں سے کسی میں کسی بریلوی حضرت کو اپنے قلم سے کافر لکھا ہے۔ یقیناً آپ کا جواب نفی میں ہی ملے گا۔ اس وقت ہدیۃ الشیعہ کل ص ۳۶۲ اور آب حیات کل ص ۲ میرے ہاتھ میں ہیں۔ نہایت عمدہ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ مخالف بھی پڑھ کر خوش خوش گرا ٹھتا ہے۔ یہ دونوں کتابیں احقر کے پاس موجود ہیں۔ اگر مولوی محمد قاسم صاحب نے تحذیر الناس میں حضور کے خاتم النبیین ﷺ کے اجماعی معنی کے خلاف لکھ کر جو تیرا لقرون کے قریب

والے مفسرین نے اپنی اپنی عربی تفسیروں میں لکھے ہیں۔ ختم نبوت کے بند شدہ دروازہ کو کھول دیا ہے جیسے کہ قادیانی حضرات کہتے ہیں۔ تو حضرات اہل علم کا فرض ہے۔ کہ اس فحش غلطی کے پبلک کے سامنے اظہار کرنے کے متعلق اُن کا کوئی لحاظ احترام نہ کریں۔ اور اگر حسام الحرمین کا مضمون مولوی صاحب نانوتوی پر بہتان ثابت ہو جائے تو وہ بہتان کھلے لفظوں میں عام پبلک کے سامنے ضرور ظاہر کر دیں اگر حق بات پر آپ پردہ ڈالیں گے تو قیامت میں پکڑے جائیں گے۔ میرے دوست مسافر صاحب کی گفتگو نے مجھے بہت پریشان کیا۔ جس کی وجہ سے اس ابجد خوان کو پاکٹ بک احمدیہ فتاوی عبدالحی ج تحذیر الناس لے کر بڑے بڑے اہل علم کے دروازوں پر بغرض پڑتال صدق کذب خود چکر لگانے کی نوبت آئی۔ چنانچہ اہل علم حضرات کی تحریریں آخر کتاب میں موجود ہیں۔ میری یہ کتاب اور تحذیر پڑھ لینے کے بعد حق واضح ہو جانے کی صورت میں جو مولانا حق بات لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کریں گے۔ وہ عنداللہ منافقوں کے گروہ میں داخل ہوگا خواہ میرا استاذ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر میں نے دیدہ و دانستہ غلط مسئلہ لکھ کر عام پبلک کو دھوکا اور فریب دینے کا ارادہ کیا ہے۔ تو اللہ کرے۔ میرا حشر بھی منافقوں کے گروہ میں ہو۔ سب حضرات بلند آواز سے کہو۔ آمین آمین آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارۂ قول ابن عباسؓ جو در منثور وغیرہ میں ہے۔ اِنَّ اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوح کنوحکم ابراھیم کابراھیمکم و عیسیٰ کعیسٰکم و نبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں۔ اور ہر طبقہ میں مخلوق الٰہی ہے۔

اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگرچہ ایک خاتم کا ہونا طبقاتِ باقیہ میں ثابت ہوتا ہے۔ مگر اسکا مماثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلعم کے ثابت نہیں، اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہوں۔ اس لئے کہ اولادِ آدم جس کا ذکر وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ میں ہے۔ اور سب مخلوقات سے افضل ہے۔ وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہے۔ بالاجماع۔

اور ہمارے حضرت صلعم سب اولادِ آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں، آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ انتہیٰ اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے۔ کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا۔ تو میں اسی

کو مان لوں گا۔ میرا اصرار اس تحریر پر نہیں۔ پس علماء شرع سے استفسار یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کی متحمل ہیں یا نہیں۔ اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت والجماعت سے ہوگا یا نہیں۔

بینوا توجروا۔

جواب دیگر از علماء لکھنؤ

مخفی نہ رہے کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہے۔ حاکم نے اس کے حق میں صحیح الاسناد کہا۔ اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا۔ اور اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت قادحہ معتمد نہیں ہے۔ اور زمین کے طبقات جدا گانہ ہونا بہت احادیث سے ثابت ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سلسلہ نبوت اس طبقہ میں واسطے ہدایت سکان کے تیار ہوا اسی طرح سے ہر ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت وہاں کے سکان کے تیار ہوا۔ اور چونکہ بدائل عقلیہ و نقلیہ لامتناہی سلسلہ کی باطل ہے۔ لاجرم ہے کہ ہر طبقہ میں ایک مبدء سلسلہ ہوگا۔ وہ ہمارے آدم کے ساتھ متشابہ کیا گیا۔ اور ایک آخر سلسلہ ہوگا وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا۔ پس بناء علیہ آواخر انبیاء طبقات تحتانیہ پر اطلاق خاتم کا درست ہے۔ اب یہاں تین احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ خاتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے ہوں۔ دوسرے یہ کہ مقدم

ہوئے ہوں تیسرے یہ کہ ہم عصر ہوئے ہوں۔ احتمال اوّل بحدیث لانبی بعدی وغیرہ باطل ہے، اور بر تقدیر احتمال ثانی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم انبیاء طبقات ہوں گے۔ اور بر تقدیر ثالث دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلعم کی مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہو۔ اور آپ کی خاتمیت بہ نسبت انبیاء اسی طبقہ کے ہو۔ اور ہر طبقہ تحتانیہ میں وہاں کے خاتم کی رسالت ہو۔ اور ہر ایک ان کے صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات کا ہو۔ دوسرے یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہوں۔ اور کوئی ان میں کا صاحب شرع جدید نہ ہو۔ اور دعوت ہمارے حضرت کی عام اور ختم آپ کا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے حقیقی ہو۔ اور ختم ہر ایک خاتم باقیہ کا بہ نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو۔ احتمال اوّل بسبب عموم نصوص بعثت نبویہ کے کہ جس سے صاف آں حضرت صلعم کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہے۔ باطل ہے۔ اور علماء اہلسنّت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آں حضرت کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوّت آپ کی عام ہے۔ اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا۔ وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا۔ چنانچہ تقی الدین سبکی سے جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ الاعلام بحکم عیسیٰ علیہم السّلام میں نقل کرتے ہیں

قال السبکی فی تفسیر لہ، مامن نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیومنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذلك وفیہ من النبوۃ وتعظیم قدرہ ممالا یخفی وفیہ مع ذلك انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلاً

الیہم فیکون نبوتہ رسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء واممہم کلہم من امتہ فالنبی صلعم نبی الانبیاء ولو اتفق بعثہ فی زمن آدم ونوح وابراھیم وموسیٰ و عیسیٰ وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ ولھذا یاتی عیسیٰ فی آخر الزمان علی شریعتہ ولو بعث النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی زمانہ وفی زمان موسیٰ وابراھیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی اممہم والنبی علیہ السلام نبی و علیہم ورسول الی جمیعتہم۔ انتہیٰ

اور بحر العلوم مولانا عبد الغنی اپنے رسالہ فتح الرحمٰن میں لکھتے ہیں بمقتضی ختم رسالت دو چیز ست یکے آنکہ بعد وے رسول نباشد و دیگر آنکہ شریعت وے عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وے اتباع شرع وے بر وے واجب و فرض ست و سرش اینکہ ہمہ رسل در اخذ شرع معتمد از خاتم رسالت اند و چونکہ شرع وے عام باشد۔ پس دیگرے صاحب شرع نباشد۔ انتہیٰ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ابن عباسؓ صحیح و معتبر ہے اور اس سے طبقات تحتانیہ میں وجود انبیاء ثابت ہے اور بسبب بطلان لاتناہی سلسلہ کہ ہر ایک طبقہ میں ایک آخر انبیاء بہ نسبت اس طبقہ کے ہونا ضروری ہے لیکن مطابق عقائد اہل سنت یہ امر ہے کہ دعوت ہمارے حضرت کی عام ہے تمام مخلوقات کو شامل ہے۔

پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہیئے کہ خواتم طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہیں

ہوئے یا قبل ہوئے یا ہم عصر اور بر تقدیر اتحاد عصر وہ متبع شریعت محمدیہ ہوں گے اور ختم ان کا بہ نسبت اپنے طبقہ کے اضافی ہوگا۔ اور ختم ہمارے حضور کا عام ہوگا، اور تفصیل ان امور کی میں نے، کما حقہٗ اپنے دو رسالوں میں ایک مسمی بہ الآیات البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات۔ دوسرے مسمی بہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباسؓ کی ہے۔ ہر گاہ یہ امر ممہد ہو چکا۔ پس سمجھنا چاہیئے۔ کہ زید کو جس نے عبارت جو سوال میں مرقوم ہے۔ لکھی۔ ہر گاہ مماثلت سے انکار ہے۔ اور صحت حدیث و ثبوت تعدد خواتم طبقات تحتانیہ کا قائل ہے مخالف اہل سنت کے نہیں ہے نہ کافر ہے نہ فاسق بلکہ متبع سنت ہے مگر ہاں اگر نبوت محمدیہ کو ساتھ اسی طبقہ کے خاص کرتا ہو اور ہر ایک خاتم کو صاحب شرع جدید سمجھتا ہو تو البتہ قابل مواخذہ کے ہے کیونکہ یہ امر خلاف نصوص، و خلاف کلمات علماء معلوم ہوتا ہے اور اگر مجرد تعدد خواتم کا قائل ہو اور خاتم ہمارے رسولؐ کو حقیقی بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کو سمجھتا ہو۔ اور ختم ہر ایک خاتم باقیہ کو اضافی کہتا ہو تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔

والله اعلم بالصواب۔

حررہ راجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبہ الجلی والخفی زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق نہ ہوگا۔ والله اعلم بالصواب وعندہٗ اُمّ الکتاب

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

کتبہ ابو المحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی لرب الحکیم ۱۲۹۰
۵ سو ۱۰ دا الحنفی وحفظہ عن موجبات الغضب اصحاب المجیب

کتبہ ابو الجیش محمد مہدی حفظہ الہادی۔ اور عدم تکفیر و تفسیق و خروج پر علماء دیوبند، اور سہارنپور، اور گنگوہ، اور الہ آباد، اور آگرہ اور سورت نے اتفاق کیا

مہر
محمد مہدی
ابو الجیش

والحمد لله علیٰ ذالک۔ اور سب جوابوں کو حرف بہ حرف لکھنے کی ضرورت نہیں کہ مطالب سب کے ان دونوں جوابوں میں آ گئے۔

یہ سوال و جواب فتاویٰ مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی جلد اوّل ص۳۲ سے نقل کر کے مولانا نانوتوی کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے اس سوال و جواب کی پوری تشریح ناظرین کے گوش گذار کر دوں تاکہ ان کو تحذیر الناس کی عبادت کا مفہوم سمجھنے میں کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہ آئے۔ تشریح سوال ایک شخص کے متعلق جس کا فرضی نام سوال میں حسب مذاق زمانہ زید ظاہر کیا گیا ہے۔ خاتم المحدثین مولانا عبد الحی صاحب و دیگر علماء لکھنو کے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا ہے کہ ایک شخص زید کہتا ہے کہ زمینے اوپر نیچے سات ہیں اور ہر طبقہ زمین میں مخلوقات الٰہی بستی ہے۔ اور ہر طبقہ زمین کی مخلوقات کی ہدایت کے لئے سلسلہ انبیاء کا جاری ہے۔ جیسے ہمارے اس طبقہ زمین میں ایک ابتدا ہے جیسے آدم علیہ السلام اور ایک انتہا ہے جیسے حضرت محمد الرسول الله صلی الله علیہ وسلم ویسے ہی وہاں ہر طبقہ میں ابتدا انتہا ہے۔ ساتھ ہی زید کا یہ اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی کریم وہاں کے خواتم سے ہر وجہ سے افضل و بلند شان ہیں

کیا زید یہ عقیدہ رکھنے سے خارج از اسلام ہے یا فاجر ہے یا فاسق خارج از اہل سنت جماعت ہے۔ **جواب**:۔ یہ عقیدہ مذکورہ رکھتے ہوئے زید نہ کافر ہے نہ فاسق بلکہ متبع سنت ہے۔ خلاصہ و تفصیل جواب یوں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت کردہ حدیث محدثین کے نزدیک صحیح ہے اس کی صحت میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ امام ذہبی و حاکم جیسے شخصوں نے اس کی تصدیق کی ہے۔ کل طبقات زمین سات ہیں۔ اس طبقہ زمین کے سوا باقی چھ میں مخلوقات الٰہی بھی آباد ہے۔ انبیاء کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ ابتداء انتہا بھی قائم ہے۔ اب یہاں تین احتمال ہیں ۱۔ چھ طبقات باقیہ کے آخری انبیاء کا زمانہ نبی کریم کے زمانہ کے بعد ہو۔ ۲۔ یا ان کا زمانہ نبی کریم کے زمانہ سے پہلے ہو۔ ۳۔ یا ان خواتم کا زمانہ نبی کریم کے زمانہ کے برابر ہو۔ یعنی وہ انبیاء حضور کے ہم عصر ہوں۔ **فائدہ**:۔ چونکہ اس ہمارے طبقۂ زمین میں جن لوگوں نے حضور کے زمانہ یا اس کے متصل صحابہ کے سامنے خیر القرون میں دعوئے نبوت کیا وہ جھوٹے قرار دیئے گئے۔ یا مارے گئے۔ جیسے مسیلمہ وغیرہ حضور کے زمانہ کے بعد بہت سا وقت گزر جانے کے بعد مرزا صاحب قادیانی نے دعوت نبوت کا کیا لیکن ظاہر ہے کہ اہل علم میں سے اکثر گروہ نے اس بارہ میں ان کی تصدیق نہیں کی۔ اب یہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ باقی طبقات تحتانیہ میں حضور کے بعد دعوئے نبوت کرنے والے کچھ لوگ ہوں لہٰذا علمائے لکھنو نے اسی گروہ کی تردید ان الفاظ کے ساتھ کی ہے۔ ۱۔ احتمال اول حدیث لا نبی بعدی کے ساتھ

باطل ہے۔ ابھی تک یہ پتہ نہیں چلا کہ یہ حدیث عن ابی ہریرہ قال علیہ السلام: کانت بنی اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی، الخ بحوالہ مظاہر حق ج ۴ کس کتاب کی ہے عنقریب بیان کروں گا) آج اسی صورت کے ثابت کرنے کے لئے ایک یہ شور برپا ہے کہ مولوی محمد قاسم نے تحذیر الناس میں نبوت کے بند شدہ دروازہ کو توڑ دیا لہٰذا وہ اور اس کے ہم خیال علماء دیوبند دائرۂ اسلام سے خارج ہیں (یہی وہ صورت ہے جس کو معترضین نے اپنے ذہن میں کالنقش فی الحجر کی طرح مضبوط کر کے جما رکھا ہے) اگر اس احتمال اول کا کسی پختہ دلیل سے ابطال ہو جائے یعنی کسی پختہ دلیل (حدیث وغیرہ) سے ثابت ہو جائے کہ نبی کریم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آ سکتا تو نزاع جھگڑے کا میدان صاف ہو جاتا ہے۔ مولانا مسافر صاحب:۔ اب آیئے ہم سب دیوبندی (خواہ بریلوی) مل کر انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر اور خوفِ خدا کو دل میں جگہ دے کر کوئی پختہ دلیل تلاش کریں۔ الحمد للہ کہ جو شندہ یا بندہ کے متعلق ہمیں ایک ایسی صحیح حدیث مل گئی جس کے ہوتے ہوئے کسی اور دلیل کی مراجعت باقی نہیں رہتی۔ بھلا جس دروازہ کو ہمارے آقا نے نامدار بند کر دیں، وہ کون کھول سکتا ہے۔ مولانا نانوتوی کس باغ کی مولی ہیں۔ اگر بالفرض وہ ایسا کرتے تو آج علمائے دیوبند ان کا نام عزت کے ساتھ لینے کے بجائے اپنی تحریروں میں ان کی دھجیاں اڑا دیتے لیکن آج علمی دنیا میں جس احترام کے ساتھ ان کا نام لیا جاتا ہے وہ شمس نصف النہار کی طرح روشن ہے۔ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اب حدیث (جو نبوت کو مطلق طور پہ بند کر دیئے والی) سنیئے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حین خرج فی غزوۃ تبوک استخلف علیاً رضی اللہ علی المدینۃ فقال علیؓ یارسول اللہ علیہ وسلم ما کنت احب ان تخرج وجھاً الا وانا معک فقال اَوَ ما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لانبی بعدی. خلاصہ جب حضورؐ جنگِ تبوک کے لئے جانے لگے تو حضرت علیؓ کو آپ نے مدینہ میں اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ مجھے تو یہ بات بہت پسند تھی کہ جہاں بھی آپ جاتے ہیں اعلاءِ کلمۃ اللہ کی خدمت کے لئے آپ کے ساتھ ہوتا تو حضورؐ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا اے علی کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ تو مجھے اس طرح ہو جیسے ہارون موسےٰ علیہما السلام سے (چونکہ ہارون علیہ السلام نبی تھے۔ حضرت علیؓ کی ان کے ساتھ تشبیہ دینے سے یہ گمان پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ حضرت علیؓ اپنے آپ کو پیغمبر سمجھنے لگیں لہٰذا فرمایا) ہاں یہ بات یاد رکھنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مسند احمد ج۱ ص۱۷۷ یہ کتاب مکمل چھ جلد مصری اس ابجد خوان کے پاس موجود ہے۔ یقیناً حدیث کی کوئی کتاب اس حدیث سے خالی نہ ہو گی۔ اسی لئے مولانا نانوتوی نے اس کے مضمون کے متواتر ہونے کی تصریح کر دی ہے اور اس حدیث کو مختصر لفظوں میں تحذیر کے ص۹ پر تحریر کر دیا ہے۔ حضرت مسافر صاحب باوجود اتنی وضاحت کے مخالفین آنکھیں بند کر کے وہی پرانا راگ گاتے جاتے ہیں کہ محمد بن قاسم نے نبوت کا بند شدہ دروازہ توڑ دیا

بھاگو۔ دوڑو۔ پکڑو کہاں ہو۔ جلدی آؤ۔ اسلام گر گیا۔ اس کو سنبھالو۔ آپ حضرات ارکن اسلام ہیں۔ یہ وہ الفاظ ہیں جن کے ساتھ علمائے حرمین الشریفین کو گرتے اسلام کے بچانے کے لئے حسام الحرمین میں لکارا گیا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ کتاب این خانہ ہمہ نور است کا مصداق اس طفلِ مکتب کے پاس موجود ہے۔ آپ آئیں اور کتاب پڑھیں۔ انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر حق و باطل کا وزن کریں اگر میری بات جھوٹی ہو تو میرے منہ پر ماریں۔

جب یہی سوال و جواب مولانا نانوتوی کے پیش کیا گیا تو انہوں نے ذرا تفصیل سے اس سوال کا جواب لکھا اور علمائے لکھنؤ کے اسی سوال کے جواب کو آخر میں لاحق کر دیا اور اس مجموعہ کا نام تحذیر الناس رکھا۔ جب مولانا نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس طبع ہو کر بازار میں عام پبلک کے سامنے آگئی تو پہلے سے ایک ایسی قوم جو اپنے ایک پیشوا کو خدا تعالےٰ کا پیارا پیغمبر تسلیم کر چکی تھی۔ وہ اس تاک میں تھی کہ مرزا صاحب کو پیغمبر نہ ماننے والوں کی کسی کتاب سے ہمیں یہ سہارا مل جائے کہ نبی کریمؐ آخری نبیؐ نہیں اور ان کے بعد اور نبیؐ بھی آسکتے ہیں تاکہ ہم ان کے سامنے الزامی طور پر یہ پیش کر سکیں کہ تمہارے فلاں مولوی صاحب نے نبی کریمؐ کے بعد اور نبی کے آجانے کو جائز لکھا ہے تو بہت عمدہ بات ہے چنانچہ حضرت خادم صاحب عبدالرحمن وکیل گجرات پنجاب نے پاکٹ بک احمدیہ ص۳۱۴ پر اسی تحذیر الناس کی دو جگہ کی عبارت سے کہ صاحبِ تحذیر کی

زمانی مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرکے عام پبلک میں بذریعہ تحریر مشہور
کردیا کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بھی لکھتے ہیں کہ نبی کریم کے بعد اور نبی آسکتے
ہیں۔ حالانکہ مولانا نانوتوی کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں اور نہ اور کسی مولوی
دیوبندی کا یہ عقیدہ ہے بلکہ یقیناً اس مضمون کا خیال تو مولانا کے دل میں
کبھی خواب میں بھی نہیں آیا ہوگا۔ بلکہ مولانا تو صاف فرماتے ہیں۔
سو اگر عموم اور اطلاق ہے۔ تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے
ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر
تصریحات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مثل انت منی بمنزلۃ ھارون
الا انہ لا نبی بعدی او کما قال جو بظاہر بہ طرز مذکور اسی
لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے یوں کہ یہ مضمون (لا نبی بعدی میرے بعد
کوئی نبی نہیں جامع) درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پہ اجماع بھی منعقد
ہوگیا الخ صد تحذیر۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
کون نہیں جانتا کہ کسی مسلمان پر جھوٹی تہمت لگانی اکبر الکبائر ہے خصوصاً
ایک عالم ربانی پر یقیناً قیامت میں ایسے شخص کے نجات کی کوئی صورت
معلوم نہیں ہوتی۔ والعلم عند اللہ۔
نانوتوی صاحب ہوں یا بریلوی صاحب یا تھانوی صاحب کسے
باشد کیوں کہ خدائی قانون میں ہر مجرم کے لئے یکساں سزا مقرر ہے
آج تک علمائے دیوبند نے تردید مرزائیت میں جس قدر حصہ لیا ہے
وہ علمی دنیا سے واقفیت رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت

خادم صاحب نے تحذیر الناس سے دو جگہ کی عبارت ذیل نقل کی ہے
۱. سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی
ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری
نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت
نہیں۔ پھر مقام مدح میں و لیکن الخ صـ۳
۲. اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو
پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا صـ۲۸
قادیانی حضرات کی دیکھا دیکھی اعدیعی بہت سے حضرات نے بلا سمجھے
سوچے یہی اتہام مولانا نانوتوی کے ذمہ لگایا حضرات ناظرین تحذیر الناس
کوئی نایاب کتاب نہیں۔ سستی دامون ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
سے ملتی ہے۔ صرف بیس ورق ہے۔ میرے پاس ۳ نسخے موجود ہیں۔
مستعار دے سکتا ہوں۔ ناظرین آپ علماء لکھنو کا جواب اس
پہلے سوال کے متعلق سن چکے ہیں۔ اب تحذیر الناس کا خلاصہ آپ کے
گوش گزار کیا جاتا ہے۔ گوش ہوش سنیں مسافر صاحب احقر نے سوال
جواب شروع میں آسانی کے لئے اکٹھے کردیئے ہیں۔ اس ترتیب سے آپ و
دیگر ناظرین کو دو فائدے ہوں گے۔
۱. ایک یہ کہ معلوم ہو جائے گا کہ مولانا نانوتوی کا جواب تحذیر والا
علمائے لکھنو کے جواب کے موافق ہے یا مخالف۔
۲. دوسرا یہ کہ بریلوی و دیوبندی مذہب میں سے کون حق ہے اور

کون باطل کیوں کہ دیوبندی و بریلوی سنتے سنتے کان بھی بہرے ہو گئے
ہیں۔ تحذیر الناس کے شروع والے استفتاء کا جواب جو مولوی عبدالحی
صاحب وغیرہ نے دیا ہے اور تحذیر کے آخر میں ملحق ہے۔
مسافر صاحب یہ سوال جواب تو آپ پڑھ چکے ہیں۔ آپ آئیے
آپ کو ایک عمدہ باغ کی سیر کرا کر رخصت کر دوں۔ میں چاہتا ہوں کہ
آپ کو اس باغ کے اچھے اچھے پھل دار درختوں کا میوہ کھلا دوں۔ سنیئے
اس باغ کا نام تحذیر الناس فی اثبات اثر ابن عباس ہے بعض لوگ
تو اس کتاب کے اچھے درختوں کے عمدہ پھلوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور بعض
قسمت کے ہارے یہ کہتے ہوئے گزر جاتے ہیں ایں ہمہ انگور ترش و
تلخ اند۔ ایک مشورہ حضرت مسافر صاحب اگر اہلِ علم تحذیر الناس کا صرف
ایک پہلا ورق انصاف سے پڑھ لیں تو سب اختلاف کافور ہو جاتا ہے
اور حق نظر آ جاتا ہے بشرطیکہ صرف جبہ پوش و عمامہ پوش ہی نہ ہوں
کچھ پیٹ میں بھی ہو۔ یہ میرا دعوےٰ ہے اور خالی دعوےٰ ہی نہیں تجربہ
کردہ ہے لیکن اس کے پہلے ورق کا سمجھنا دو وجہ سے بہت مشکل ہے
۱۔ ایک تو اسی وجہ سے کہ تحذیر کی اردو عبارت پرانی دیہاتی اردو ہے
جو آجکل کی اردو کی طرح عام فہم نہیں ہے۔
۲۔ دوسرے یہ کہ ایک خاص فاضل کے مونہہ سے نکلی ہوئی ہے جس
میں علمی رنگ کی ملاوٹ لگی ہے۔ بھلا میرے جیسے ابجد خوان کی سمجھ
میں کیسے آئے حلوی خوردن را روئے باید۔ حضرت یہ کہہ دینا تو آسان

ہے کہ مولوی نانوتوی کافر ہے کیوں کہ اس میں خرچ کچھ نہیں ہوتا
اس پر دلیل قائم کرنی اور ان کی عبارت کو سمجھنا ذرا مشکل ہے۔ میرا دعوےٰ
ہے کہ معترضین حضرات نے تحذیر کی عبارت کو سمجھا ہی نہیں۔ اگر اب
بھی حق مل جانے کی غرض سے مطالعہ کریں تو حق نظر آ جائے۔ لیکن حضرت
آرام طلبی و امیری کا زمانہ ہے۔ غور سے پڑھنے کی تکلیف کون گوارا کرے
اب تو آرام طلبی یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ روٹی کی ہوئی رکھی ہے اور
یہ حضرت چاہتے ہیں کہ کوئی اور شخص ہی آ کر ایک ایک لقمہ کر کے ہمارے
منہ میں ڈال جائے۔ اس میں کسی کی تخصیص نہیں، چودہری صاحب ہوں
یا مولوی صاحب یا پیر صاحب۔ سب ایک رنگ میں رنگے ہوئے
ہیں۔ آرام طلبی نے سب پر اپنا قبضہ جما رکھا ہے۔ حضرت مولانا صاحب
تشریف لا رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب آ رہے
ہیں۔ سلف صالحین کے خشوع کا تو نام ہی اڑا دیا انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ اب کتاب پڑھنے کی تکلیف تحقیق مسئلہ کی غرض سے کون برداشت
کرے۔ اللھم اھدنا جمیعًا اے اللہ ہم سب کو ہدایت کر آمین
نتیجہ میں چاہتا ہوں کہ تحذیر کی شروع کی کچھ عبارت کے ایک ایک
لفظ کی آسان عبارت میں تشریح کر دوں تاکہ ہر شخص آسانی سے
مولانا کا صحیح مطلب سمجھ لے کیوں کہ یہ شروع تحذیر کی عبارت بہت
سے فاضلوں اور جبہ پوشوں کی ٹھوکر کا سبب بنی ہے چنانچہ ایک
فاضل نے اس طفلِ مکتب سے تحذیر لے کر نصف کے قریب پڑھی

جب پوچھا گیا کہ جناب نے کیا سمجھا تو جواب میں فرمایا سب غلط لکھا ہے
دعویٰ پر کوئی دلیل منطبق ہی نہیں ہوتی۔ معلوم نہیں ہوتا کیا کہہ رہے ہیں
جب فاضلوں کا یہ حال ہے تو میرے جیسے ابجد خواں خاک سمجھیں گے۔
قال۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول
معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں۔ تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔
اقول۔ فرماتے ہیں استفسار کا جواب دینے سے پہلے لفظ خاتم (جو
قرآن میں موجود ہے) کے معنی معلوم کر لینے ضروری ہیں تاکہ سوال کا
جواب سمجھنے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ **قال** سو عوام کے خیال میں تو رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن
ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ **اقول** فرماتے
ہیں ان پڑھ بے علم لوگ تو یوں خیال و اعتقاد کرتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم
اس لئے افضل الانبیاء اور سب پیغمبروں سے بلند درجہ والے ہیں کہ آپ
کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ سے پیچھے ہے۔ مگر عقل مند جانتے ہیں کہ
زمانہ کی ذات میں کچھ فضیلت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے
تو حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کو سب پیغمبروں سے درجہ میں افضل
ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کا زمانہ سب انبیاء سے پہلے ہے ولا قائل
بہ احد حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے۔ **قال** پھر مقام مدح میں
ولیکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے

اقول اب فرماتے ہیں کہ یہ موقعہ حضور کی صفت کا ہے۔ تشریح جب حضور
نے اپنے منہ بول بیٹے حضرت زید کی مطلقہ سے بحکم خدا تعالیٰ نکاح کیا
تو کفار نے یہ طعنہ دینا شروع کیا کہ اچھا پیغمبر ہے کہ اپنے بیٹے کی
عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ اب یہاں دو باتوں کے بیان کرنے
کی ضرورت تھی۔

۱۔ ایک یہ کہ منہ بول بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہوتا۔ کہ اس کی
مطلقہ سے نکاح جائز نہ ہو۔ جیسا کہ حقیقی بیٹے کی مطلقہ سے بیٹے کے
باپ کا نکاح درست نہیں ہوتا۔ پس ثابت ہوا کہ بینہما بون بعید۔ ان
دونوں صورتوں میں بہت بڑا فرق ہے اور یہ خود ظاہر ہے کہ حضور
مردوں میں سے کسی کے باپ حقیقی نہیں کہ تمہارا یہ طعنہ درست ہو اس طعنہ
کا جواب جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم میں دیا گیا ہے

۲۔ اس دوسری بات کی دو شقیں ہیں۔

۱۔ پہلی یہ کہ ہمارے یہ پیغمبر بے شک ظاہری طور پر تو مردوں میں
سے کسی کے باپ نہیں مگر امت کے تمام لوگوں سے ان کے باپ
ہونے کا علاقہ بالکلیہ منقطع نہیں ہے۔

۲۔ دوسری یہ کہ اللہ تبارک تعالیٰ کی درگاہ میں ان کا درجہ اور
شان کس قدر ہے۔ پہلی شق کا جواب تو لفظ رسول اللہ میں بیان
کیا گیا ہے اور دوسری کا جواب خاتم النبیین میں بیان کیا گیا ہے
تفصیل عنقریب آتی ہے **فائدہ** علم نحو کا قانون ہے کہ لفظ لیکن

استدراک کے لئے آتا ہے سوال استدراک کیا چیز ہے۔ جواب لکن پہلی کلام سے ایک وہم پیدا ہوتا ہے لیکن اس وہم کو آکر اٹھا دیتا ہے۔ اسی کا نام استدراک ہے۔ یہاں جب حضورؐ کے ظاہری باپ ہونے کی نفی کی گئی تو وہم پیدا ہوا کہ حضورؐ کو اپنی امت کے ساتھ کسی قسم کے باپ ہونے کا علاقہ بھی نہیں ہے۔ لفظ لکن نے آکر ثابت کر دیا کہ گو حضورؐ کسی مرد کے ظاہری حقیقی باپ نہیں مگر روحانی باپ سب کے ہیں۔ لفظ رسول اللہ نے اس بات کو واضح کر دیا کہ کیوں کہ رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے وازواجہ امھاتھم[21] نبیؐ کی بیبیاں سب مومنوں کی مائیں ہیں اسی کو ثابت کر رہا ہے۔

۲۔ دوسری شق یہ کہ . . . اللہ تبارک کی درگاہ میں حضورؐ کا درجہ اور شان کیا ہے۔ لفظ رسولؐ سے آپ کے پیغمبر اور صاحب شریعت جدید ہونے سے آپ کا بہت بڑا درجہ ثابت ہوتا تھا۔ مگر مقام مدح و صفت میں اس لفظ میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو حضورؐ کا تمام انبیاء سے بلند شان ہونا ثابت کرے کیوں کہ مثلاً موسیٰ علیہ السلام رسول بھی تھے صاحب شریعت جدید بھی تھے۔ ایسے ہی باقی رسول بھی پس ایسے سب رسول اس صفت میں رسول کریمؐ کے ہم رنگ ہو گئے ہوتے تھے پس اس لفظ سے حضورؐ کا اور انبیاء رسولوں سے بلند شان ہونا ثابت نہ ہوتا تھا۔ اب کوئی ایسا لفظ چاہیئے تھا جو حضورؐ کا سب رسولوں سے بلند شان ہونا ثابت

کرے اور وہ خاتم النبیین ہے

فرماتے ہیں اس لفظ کے معنی عام لوگوں نے تو یہ سمجھے ہیں کہ حضور اخیر زمانہ میں دنیا میں تشریف لانے کی وجہ سے افضل الانبیاء و بلند شان ہیں فرماتے ہیں زمانہ میں بالذات کوئی خوبی نہیں ہے۔ جب یہ بات ہے تو معلوم ہوا کہ جو معنی عام لوگوں نے اس لفظ کے سمجھے ہیں وہ ٹھیک نہیں بلکہ وہ معنی اس لفظ کے صحیح ہیں جو میں آئندہ چل کر عنقریب عرض کروں گا میرے والے معنی خاتم النبیین کے اس لئے درست ہیں کہ ان کے مراد لینے سے نبی کریمؐ کی شان بھی سب انبیاء سے بلند نظر آتی ہے اور تاخر زمانی بھی قائم رہتی ہے۔ مولانا نانوتوی کی عبارت ذیل خط کشیدہ تحذیر مذ کا یہی مطلب ہے۔ اس لئے اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے۔ اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔ شاباش محمود اللہ مضحک اللہ تبارک۔ آپ کی خواب گاہ (قبر) کو ٹھنڈا کرے

امین امین لا اکتفی بواحدۃ حتی اضیف الیھا الفا امینا

فائدہ:۔ بعض اہل علم نے مولانا نانوتوی کی اس عبارت سے یہ سمجھا ہے کہ مولانا نبی کریمؐ کے آخر الانبیاء ہونے کے مخالف ہیں اور آپ کے بعد اور نبیوں کا آنا تسلیم کر رہے ہیں۔ حضرت مسافر صاحب بھی وہ عبارت ہے جو اکثر حضرات کے ٹھوکر کا باعث ہوئی۔ اسی

وجہ سے بہت سے حضرات جبہ پوش و عمامہ پوش نے مولانا پر بلا سمجھے
سوچے کفر کی بارش شروع کر دی اور بھنگی پوستی حضرات کی طرح لا
تقربوا الصلوٰۃ پڑھ کر اور وانتم سکاریٰ چھوڑ کر کنارہ کش ہو گئے اور
صفحہ ۹ کتاب ہٰذا کی اس عبارت سے آنکھیں بند کر لیں جس میں صراحتاً
ذکر کیا گیا ہے کہ نبی پاک کا زمانہ سب انبیاء سے آخر ہے جو شخص آپ
کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ سے آخر نہ مانے وہ کافر ہے وہیں حدیث
لا نبی بعدی بھی لکھی ہوئی ہے۔ یہ سب عبارت عنقریب آپ کے
سامنے آتی ہے اگر تاخر زمانی کے منکر حضرات عینک لگا کر دیکھتے
تو حدیث لا نبی بعدی نظر آجاتی۔ ہاں اگر بصیرت قلبی ہی جاتی رہی ہو تو
اس میں کسی کا کیا قصور ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ارے تعصب خدا تعالیٰ تیرا ستیا ناس کرے۔ اللہ کرے تیرے
انصاف کی آنکھ اندھی ہو۔ قال۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح
میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت
باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ **اقول** فرماتے ہیں اگر یہ الفاظ
(خاتم النبیین) حضور کی مدح (معرفت) کیلئے قرار نہ دیئے جائیں یعنی اگر
بالفرض کوئی شخص یوں کہے کہ یہ جملہ یہاں نبی کریم کی ایسی صفت کے
لئے نہیں لایا گیا جو حضور کو اور انبیاء سے ایک خاص صفت کے ساتھ
بلند شان ظاہر کرے تب تو بے شک اس جملہ سے نبی کریم کے سب

انبیاء سے آخری زمانہ میں تشریف لانے کے معنی ہو سکتے ہیں قال۔ مگر
میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہو گی کہ اس
سے ایک تو خدا تعالیٰ کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس
وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت
وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ کیا فرق
ہے جو ان کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب
نقصان قدر کا احتمال کیوں کہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور
ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار
نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے صـ۳ **اقول** فرماتے ہیں میں خوب جانتا ہوں
کہ اہلِ اسلام میں سے کسی صاحب کو یہ بات گوارا نہ ہو گی کہ خاتم النبیین
کے یہاں اس آیت پ۲۲ میں ایسے معنے کے جائیں جن سے حضور کی
کوئی ایسی خاص صفت (مقامِ صفت میں) ثابت نہ ہوتی ہو جو حضور
کا شان بلند ثابت کرے صرف آخر زمانہ میں آپ کا آنا اس سے ثابت
ہوتا ہو کیوں کہ مکرر عرض کیا گیا ہے کہ زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت
نہیں۔ پہلا ہو یا پچھلا۔ نیز خاتم النبیین کے معنی یہاں اگر حضور کے آخری
زمانہ میں آنے کے لئے جائیں تو اس میں دو طرح پر اعتراض پڑتا ہے۔
(۱) ایک یہ کہ یہاں اس لفظ سے آخری زمانہ کے معنی لینے سے اللہ
تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک کی طرف ایک بے فائدہ لفظ لانے
کی نسبت لازم آتی ہے اور یہ محال ہے کیونکہ عدمِ فضیلت در زمان تو

معلوم ہے۔ جب یہ بات تھی تو اللہ تبارک نے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا قدِ مبارک یا رنگ مبارک یا مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی سکونت یا
آپ کی حسب نسب کو کیوں بیان نہ کیا کہ یہ عبارت یہاں یوں ہوتی
ولکن رسول اللہ وقامتہ واعضائیہ معتدل ام موزحن ام نسبہ اشرف من
سائر بنی آدمؑ وغیرہ چنانچہ ایک شاعر نے اسی بات کو کیسا اچھا ادا کیا
ہے ؎

کم من اب قد علا بابن لہ شرف   کما علا برسول اللہ عدنان

بہت ایسے باپ ہیں جو اپنے بیٹے کی کسی اعلیٰ خوبی کی وجہ سے بلند
شان ہو گئے جیسے کہ قبیلہ بنو عدنان حضورؐ ہی کی وجہ سے تمام عرب بلکہ
تمام دنیا میں بلند شان مشہور ہوا

۲۔ دوسرا اعتراض اس لفظ (خاتم) کے یہاں لاکر آخری زمانہ کے معنی
لینے میں نبی کریمؐ کی شان میں ایک قسم کے نقصان کا احتمال بھی ہے۔ وہ
یہ کہ اہل کمال کے کمالات (بڑے کارنامے) صفت کے موقعہ پر ذکر
کئے جاتے ہیں۔ یہ معمولی صفات اور ایسے وغیرہ معمولی آدمیوں کے
معمولی حالات بیان کیا کرتے ہیں جیسے کہ تاریخ کی کتابیں دیکھنے سے پتہ
چلتا ہے مثلاً اگر کوئی صاحب دریافت کریں کہ مجنوں (جو لوگوں میں مشہور
ہے) کون تھا اور اس کے اندر کونسی بڑی صفت تھی تو تاریخی حالات
بیان کرنے والوں کی طرف سے جواب ملے گا۔ ارے بھائی اس کا حال
کیا پوچھتے ہو۔ وہ ایک دیوانہ آدمی تھا۔ ایک سیاہ رنگ کی نازیبا

عورت پر (جس کو لیلیٰ کہتے تھے) عاشق تھا۔ اپنی تمام عمر یونہی برباد کی۔ اپنا
کوئی مفید کارنامہ دنیا میں ایسا نہ چھوڑ گیا جس پر اس کی قوم کو عام پبلک
کے سامنے فخر کرنے کا موقعہ ملتا۔ اس کے مقابل اگر کوئی شخص مثلاً
کمال پاشا رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال کسی
مؤرخ سے پوچھے تو ان کے ایسے اوصاف ہمارے سامنے پیش
کئے جاتے ہیں جن کے سننے سے عقل حیران رہ جاتی ہے۔ حضرت عمر
رضی اللہ کا اپنی خلافت کے تھوڑے زمانہ میں ایران، روم وغیرہ
بڑی بڑی زبردست سلطنتوں پر قابض ہو کر وہاں اسلام پھیلانا اعلیٰ
کمال نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل کا تذکرہ تو
انگریز مؤرخ بھی اپنی کتابوں میں کرتے ہیں۔ ہاں رہا تو یہ احتمال کہ یہ دین
آخری دین تھا۔ اس لئے سدِ باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل
کو جھوٹے دعوی کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل
لحاظ ہے۔ اقول۔ یہاں ایک احتمال سوال کے نمونہ پر پیدا ہوتا تھا
اس کا جواب دیتے ہیں تقریر سوال یوں ہے کہ خاتم النبیین سے کلام
الٰہی میں حضورؐ کا سب نبیوں سے آخری زمانہ میں ہونا ہی مراد ہے۔
اس لئے کہ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ نبی کریمؐ کا زمانہ سب انبیاء
سے بعد ہے تاکہ کوئی شخص کل کو نبوت کا دعوےٰ کر کے حضورؐ کے
بعد اس دروازۂ بند شدہ کو توڑ نہ دے جس کو حضورؐ نے ان
احادیث میں قیامت تک بند کیا تھا انا آخر الانبیاء وانتم

وہم کو آکر اٹھا دیتا ہے یہاں ماکان محمد میں جب ماحرف نفی کا لاکر سب آدمیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی تو اس سے سامعین کو وہم پیدا ہوتا تھا کہ پھر حضور اپنی امت کے لئے کسی قسم کے بھی باپ نہیں. حرف لکن نے اس وہم کو اٹھا دیا اور زبانِ حال سے کہا کہ آپ کی ایک قسم کی ابوۃ (باپ ہونا) اپنی امت کے لئے قیامت تک قائم ہے وہ کیا ہے. معنوی طور پر امت کا باپ ہونا اور یہ ابوۃ لفظِ رسولؐ نے ہمیں بتائی کہ رسول اپنی امت کا معنوی باپ ہوتا ہے. اس لئے ارشاد ہے وازواجہ امہاتہم آپؐ حضورؐ کی ازواج مطہرات سب مومنوں کی مائیں ہیں. اب لکن کے استدراک والے معنی تو ثابت ہو گئے لیکن بقی ہنا شیئی. یہاں ایک بات رہ گئی جس کا بیان کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ صرف لفظِ رسولؐ کے ذکر کر دینے سے حضورؐ کا کوئی ایسا کمال ثابت نہیں ہوتا جو حضورؐ کی اور سب پیغمبروں پر بلندی و برتری ثابت کرے. دیکھئے حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت ابراہیم علیہم السلام وغیرہ بہت سے رسولؐ نبی کریم کی طرح صاحبِ شریعت جدید ہوتے ہیں. اس لئے حضورؐ کے افضل الانبیاء ہونے کے لئے کسی اور لفظ کے لانے کی ضرورت تھی لہٰذا خاتم النبیین کے بڑھانے کی ضرورت پڑی تاکہ آپ کا شان سب انبیاء سے بلند نظر آئے اور یہ بات تب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ خاتم النبیین کے وہ معنی لئے جائیں جو ہیں (3 خاتم کے معنی کئے ہیں دان کا بیان عنقریب آتا ہے)

آخر الامر حضرت علی رضی اللہ سے ارشاد فرمایا اَلَا اِنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ سد کے معنی بند کے ہیں اور باب کے معنی دروازہ کے ہیں. اس لئے نبی کریم کے بعد اس دروازہ کے بند ہی رہنے کے لئے خاتم کے معنی آخری زمانہ ہی کے لینے مناسب ہیں مولانا اس احتمالی سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں. یہ سوال فی حدِ ذاتہ (اپنی ذات کے اعتبار سے) بالکل درست ہے کیوں کہ اس پر اجماع (اتفاق) امت قائم ہو چکا ہے کہ آپ سب انبیاء سے آخری زمانہ میں عالم دنیا میں تشریف فرما ہوئے ہیں. یہ تو ٹھیک ہے لیکن یہاں یہ معنے لینے سے ایک اور معنوی خرابی لازم آتی ہے جس کا تدارک یہ معنی لیتے ہوئے ناممکن معلوم ہوتا ہے قال پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم. اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں. اگر سدِ باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں مواقع تھے اقول اسی معنوی خرابی کا بیان فرماتے ہوئے کہ جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم کو یہاں مستدرک منہ قرار دیا گیا ہے اور ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مستدرک علم نحو کا قانون ہے کہ حرف لکن استدراک کے لئے آتا ہے یعنی لکن سے پہلی کلام سے ایک وہم پیدا ہوتا ہے لکن اس

نہ وہ معنی جو عام لوگوں نے لئے ہیں یعنی حضورؐ کا زمانہ سب انبیاء کے بعد ہونا کیوں کہ زمانہ میں بالذات کوئی فضیلت نہیں ہے سوال از مسافر صاحب پہلے یہ بتاؤ کہ خاتم النبیین کے کتنے معنے ہیں جواب اس کے مشہور دو معنی ہیں۔

۱۔ ایک خاتم زمانی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد ہوتا۔

۲۔ دوسرا خاتم مرتبی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے اندر کسی ایسی ذاتی صفت کا موجود ہوتا جس نے آپ کو ایسے مرتبہ پر پہنچا دیا ہو جس پر کوئی نبی نہیں پہنچا۔ اس ذاتی صفت کا علم ہمیں نہیں ہے نہ ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ کھود کرید کر اس صفت کو معلوم کریں۔ اس صفت کو دینے والی ذات وحدہٗ لاشریک جانے یا لینے والے نبی پاکؐ جانیں۔ ہمیں اس کی تلاش کرنی ہی نازیبا ہے۔ ہاں البتہ اس صفت کے چند آثار (نشانات) ہمارے سامنے ہیں۔ ان سے ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ حضور کا مرتبہ بارگاہِ الٰہی میں سب انبیاؑ سے اونچا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ حضورؐ کو جیسا معراج ہوا ایسا کسی نبیؑ کو نہیں ہوا۔

۲۔ جیسی آسمانی کتاب حضور کو ملی ایسی کسی نبیؑ کو کتاب نہیں کیونکہ حضورؐ کی کتاب سے پہلی سب کتابیں منسوخ التلاوت ہو گئیں اور یہ کتاب قیامت تک رہے گی۔ کبھی منسوخ نہ ہو گی۔

۳۔ جیسی شریعت مطہرہ حضور کو ملی ایسی کسی نبیؑ کو نہیں ملی۔

۴۔ آپ کی امت کو خیر الامم کا لقب عطا کیا گیا۔

۵۔ آپ کی امت کے لئے اعمالِ صالحہ کا ثواب بھی اور امتوں سے زیادہ مقرر کیا گیا۔

۶۔ قیامت کے روز حضورؐ کو کثرتِ امت کی وجہ سے اور انبیاؑ پر ایک گونہ شرف ہو گا۔

۷۔ شفاعت کا دروازہ پہلے آپ ہی کھولیں گے۔

۸۔ پہلے جنت کا دروازہ آپ ہی کھٹکھٹائیں گے وغیرہ وغیرہ ان آثار پر نظر کرتے ہوئے۔ بس اتنا پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ کا جو مرتبہ بارگاہِ الٰہی میں ہے وہ اور کسی نبیؑ کو حاصل نہیں ہے۔ اسی مضمون کو عنقریب حضرت نانوتوی ان الفاظ خط کشیدہ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔ سنئے۔ سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔ غرض آپ جیسے نبی الامت ہیں ویسے ہی نبی الانبیا بھی ہیں۔ تحذیر الناس صک، تشریح مسافر صاحب اب تو آپ نے دیکھ لیا کہ دونوں مذکورہ جملوں میں اعلیٰ درجہ کا ربط حضورؐ کے خاتم مرتبی لینے سے ثابت ہوتا ہے۔

نہ خاتمِ زمانی لینے سے کیونکہ یہ موقع صفت کا ہے اور حضورؐ کی صفت خاتمِ مرتبی لینے میں ہے۔ نہ خاتمِ زمانی لینے میں، اب ربط بین الجملتین چلے جانے کی وجہ سے کلامِ الٰہی میں جو نقص لازم آنے کا احتمال تھا وہ بھی جاتا رہا۔ باقی یہ سوال کہ خاتم النبیین کے معنے اس آیت پ۲۲ میں تاخر زمانی والے ہی لینے ضروری ہیں تاکہ حضورؐ کے بعد کل کو کوئی شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرکے نبی نہ بن بیٹھے حالانکہ حضورؐ کے بعد اس دروازہ کا بند کرنا ضروری تھا۔ نیز حضورؐ کا دین بھی آخری دین تب ہی رہتا ہے کہ خاتم کے معنے خاتم زمانی کے لئے جائیں جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے نہ خاتم مرتبی تاکہ کل کو کوئی جھوٹا دعویٰ کرکے مصنوعی نبی نہ بن بیٹھے۔ اس سوال کا جواب مولانا نانوتوی خود یوں دیتے ہیں سنئے قال بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدِ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلتِ نبوی دو بالا ہو جاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصّہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجئے ص۳ اقول حضرات ناظرین یہ وہ فیصلہ کرنے والی تحذیر الناس کی ۵ سطر کی عبارت ہے جو حضرت نانوتوی پر تمام معترضین کے لئے ایک زبردست حجت اور سب کے مونہ پر خاموشی کی مہر لگا دینے

والی ہے بشرطیکہ انصاف اور ایمانداری سے پڑھی جاتے۔ اس عبارت کا تعلق مولانا کی اس پہلی عبارت خط کشیدہ سے ہے۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ تحذیر الناس صفحہ اوّل اب آپ اس طفلِ مکتب سے اس عبارت کا مطلب غور سے سنیں۔ فرماتے ہیں۔ عام لوگوں کا تو یہ خیال و اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل اور اللہ تبارک کے زیادہ مقرب بلند درجہ والے صرف اس وجہ سے ہیں کہ آپ سب پیغمبروں سے پیچھے عالم دنیا میں تشریف لائے۔ اسی وجہ سے آپ کی صفت خاتم النبیین قرار پائی۔ مولانا فرماتے ہیں عام لوگوں کا یہ خیال ٹھیک نہیں۔ کہ آپ خاتم النبیین کی صفت کے ساتھ متصف تو ضرور ہیں لیکن نہ ان معنی کہ جو عام لوگوں نے سمجھے ہیں بلکہ خاتم النبیین اس معنی کہ ہیں کہ حضورؐ نبوت کی صفت کے ساتھ ذاتی طور پر متصف ہیں اور باقی انبیاء نبوت کی صفت کے ساتھ بالعرض متصف ہیں یعنی حضورؐ کے واسطہ سے ان کو نبوت ملی ہے کیونکہ کسی چیز کے کسی صفت کے ساتھ متصف بالذات ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہ صفت اس موصوف کی ذاتی ہے کسی اور سے مستعار نہیں لی گئی۔ فرماتے ہیں لفظِ بالذات ہی خود ان معنی پر دلالت کر رہا ہے کہ میرے موصوف کی یہ صفت ذاتی ہے کسی اور سے مانگ کر نہیں لی ہے۔ مثال صفتِ ذاتی و عرضی۔ تشریح سنئے۔ ذات

کہ ایک مکان کے اندر اگر چراغ وغیرہ نہ ہو تو اندھیرا ہوتا ہے جب
صبح کو آفتاب نکل پڑتا ہے تو وہ رات والا اندھیرا کافور ہو جاتا
ہے اور اس مکان کے در و دیوار روشن ہو جاتے ہیں جب آفتاب
غروب (چھپ) ہو جاتا ہے تو ان کا وہ نور پھر پہلے کی طرح غائب
ہو جاتا ہے۔ اس تبدّل تغیر سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ نور ذاتی نہیں
کسی اور سے مستعار (مانگ کر) لیا ہوا تھا اور وہ آفتاب ہے جس
کا نور ذاتی ہے کیونکہ اگر در و دیوار کوہسار کا نور ذاتی ہوتا تو غروب
آفتاب کے وقت بھی قائم رہتا حالانکہ ایسا نہیں ہے وہو ظاہر۔
قال ؎ زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض
ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف
ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی
نہیں تو جس کا تم کہو وہی موصوف بالذات ہوگا اور اس کا نور ذاتی ہوگا
کسی اور سے مکتسب اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا۔ **اقول** یہاں مولانا نے حضور
کی نبوّت کو نور کے ساتھ تشبیہہ دے کر سمجھایا ہے کہ جیسے دنیا میں ہر چیز کی
روشنی آفتاب سے حاصل کی جاتی ہے ایسے ہی ہر پیغمبر کی نبوّت حضور کے
واسطہ سے حاصل کی گئی ہے اور حضورؐ کی نبوّت کسی اور سے حاصل نہیں کی
گئی بلکہ ذاتی ہے جو آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوئی
ہے۔ **قال** الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ
ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر

؎ ہمہ نورہا پرتو نور اوست

ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنے بالعرض
الہ یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود اور کبھی معدوم کبھی صاحبِ کمال کبھی بے
کمال رہتے ہیں اگر یہ امور مذکورہ ممکنات کے حق میں ذاتی ہوتے تو یہ
انفصال و اتصال نہ ہوا کرتا علی الدوام وجود اور کمالاتِ وجود ذاتِ ممکنات
کو لازم ملازم رہتے۔ **اقول** فرماتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ جس کی کوئی
صفت کسی اور سے مانگ کر لی گئی ہو اس کی اپنی ذاتی نہ ہو۔ اس کا سلسلہ
کسی صفتِ ذاتی والے پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے کیونکہ ذاتی والے کی صفت
اپنی ذاتی ہوتی ہے۔ کسی اور سے لی ہوئی نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ کی
وضاحت ایک اور باریک مثال سے بیان فرماتے ہیں جو عام لوگوں
کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ فرماتے ہیں اللہ تبارک کے خدا ہونے کی کوئی
وجہ ہو سکتی ہے تو یہی ہے کہ اس کی ذات کے اندر کسی زمانہ میں کسی
قسم کا تبدل تغیر نعوذ باللہ من ذالک نہیں ہے۔ بخلاف ممکنات کے کہ ان
میں تبدل تغیر کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وجود ذاتی نہیں ہے۔
یہی وجہ ہے کہ ان ممکنات کے اوصاف بدلتے رہتے ہیں۔ ہم دیکھتے
کہ کبھی ایک ممکن بے کمال کبھی باکمال اگر یہ اوصاف اس کے ذاتی ہوتے
تو ان میں تبدل تغیر نہ ہوتا اور اس کی ذات کے ساتھ ہمیشہ لازم رہتے
حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ **قال** سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت
کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصفِ نبوّت بالذات ہیں اور سوا
آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوّت بالعرض اوروں کی نبوّت آپ

کا فیض ہے پر آپ کی نبوّت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔ غرض جیسے آپ نبی الامت ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادۃ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن ولتنصرنہ الخ اور انبیاء کرام علیہ وعلیہم السلام سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کے اتباع اور اقتدا کا عہد لیا گیا صک اوّل فرماتے ہیں ایسے ہی حضور کی خاتمیت کو خیال فرمائے۔ آپ صفت نبوّت کے ساتھ ذاتی طور پر متصف ہیں اور باقی انبیاء بالعرض اوروں کی نبوّت آپ کا فیض ہے۔ آپ کی نبوّت کسی کا فیض نہیں۔ نبوّت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو جاتا ہے۔ آپ کی نبوّت سے اوپر نبوّت کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ غرض جیسے آپ اپنی تمام امت کے لئے نبی ہیں ویسے ہی تمام انبیاء کے لئے نبی ہیں آپ کا شان تمام انبیاء سے اعلیٰ ہے اسی لئے اس آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم الخ کے مطابق اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام انبیاء سے حضور پر ایمان لانے (ان کی تابعداری و مدد کرنے) کا پہلے سے وعدہ لیا تھا۔ قال اوھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے علاوہ بریں بعد نزول حضرت عیسیٰ کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے۔ اقول صک حدیث کے الفاظ یوں ہیں عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم

لا تسئلوا اهل الكتاب عن شيء فانهم لن يهدوكم

وقد ضلوا فانكم اما ان تصدقوا بباطل او تكذبوا بحق فانه لو كان موسیٰ حيا بين اظهركم ما حل له الا ان يتبعني مسند امام احمد ج ۳ ص۳۳۸ باقی مطلب ظاہر ہے۔

ناظرین یہ اردو عبارت ہے۔ انگریزی ترکی نہیں کہ کسی تشریح کی محتاج ہو۔ کہاں ہیں وہ حضرات جو لیں درفشانی کرتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شان گھٹا کر کفر کا ارتکاب کیا۔ انصاف کی عینک لگا کر میدان میں آئیں اور تحذیر کی یہ عبارت پڑھیں واللہ ثم واللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی صفت مولانا نانوتوی نے اپنی اس کتاب میں کی ہے ایسی صفت آپ نے اس سے پہلے یقیناً کبھی نہ سنی ہوگی بھلا جو شخص یہ لکھتا ہے کہ حضور کے فیض سے اور سب انبیاء کی نبوّت ہے۔ وہ آپ کا مرتبہ سب سے بڑھا رہا ہے یا گھٹا رہا ہے۔ ارے تعصب تیرا ستیاناس ہو تو نے کئی عمامہ پوشوں اور جبہ پوشوں کو گمراہی کے گڑھے میں گرایا۔ عبارت آسان ہے تشریح کی ضرورت نہیں۔ آگے چلئے فصل (۴) قال عالم حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء اور علماء گذشتہ و مستقبل اگر عالم ہیں تو بالعرض ہیں مگر اس کے ساتھ یہ بھی اہل فہم جانتے ہیں کہ نبوّت کمالات علمی میں سے ہے کمالات عملی میں سے نہیں الغرض کمالات ذوی العقول کل دو کمالوں میں منحصر ہیں ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بنائے مدح کل انہیں دو باتوں پر ہے الخ تین سطر

کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز
ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل۔ اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو
جاتے ہیں ملٹ اقول اس قول میں مولانا نانوتوی نے حضور کا کل انبیاء
سے علم میں زیادہ ہونا بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ کسی عملی جزی میں
کسی امتی کا بڑھ جانا ممکن ہے مگر علم میں انبیاء ہی سب سے بڑھے ہوتے
ہوتے ہیں اور اس صفت میں ہمارے نبی پاک کا مرتبہ سب سے اول
نمبر پر ہے فصل (ہ)، قال ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو
زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک
مراد ہو تو شایانِ شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی
اور مجھ سے پوچھئے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات یہ ہے کہ سامع منصف
انشاء اللہ انکار ہی نہ کر سکے سو وہ یہ ہے کہ تقدم تاخر یا زمانی ہوگا یا مکانی
ہوگا یا مرتبی یہ تین نوعیں ہیں باقی مفہوم تقدم و تاخر ان تینوں کے حق میں مثل
چند سطور کے بعد اسی مضمون کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں۔ سو اگر عموم
اور اطلاق ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم
خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادھر تصریحات نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم مثل انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی
بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ
ہے۔ اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون (لا نبی بعدی میرے بعد
کوئی نبی نہیں ہے) درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد

ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ۔ باوجود
تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر
وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا
اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا صث ، ۱۰۔ اقول
یہاں مولانا نے پہلے خاتم کے معنی تین وجہ پر بیان کئے ہیں خاتم زمانی خاتم
مکانی۔ خاتم مرتبی۔ بعد ازاں ان میں سے ہر معنی کا مصداق نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کو قرار دیا ہے کہ آپ کی نبوت کا زمانہ سب انبیاء سے آخر ہے
آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ شاباشش۔ پھر جنگِ تبوک والی حدیث
سے الا انہ لا نبی بعدی جو حضرت علیؓ کو خطاب کر کے فرمائی گئی
تھی جو حدیث کی اکثر کتابوں میں موجود ہے نقل کر کے طاعنین کے منہ پر
مہرِ سکوت ثابت کر دی پھر لا نبی بعدی پر صحابہ و اہل علم کا اتفاق بیان
کر دیا ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دیا کہ اس حدیث کے متعلق وہ تواتر لفظی
مراد نہیں جو محدثین کی اصطلاح میں رائج ہے بلکہ تواتر معنوی ہے اس
پر ایک مثال بیان کر کے حدیث لا نبی بعدی (جو تاخر زمانی کو دلالت مطابقی
کے ساتھ ثابت کرتی ہے) کے مفہوم کو اس طرح مضبوط کر دیا ہے کہ کسی
کو چون و چرا کرنے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ مثال یوں بیان کی کہ اگر ایک
شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ظہر کے فرض صرف ۲ رکعت ہیں عصر و مغرب و
عشاء کے بھی دو دو رکعت ہیں تو ان سب صورتوں کے
قائل پر کفر کا فتویٰ جاری کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی حضورؐ کے متعلق ختم

زمانی کے منکر پر بھی کفر کا فتویٰ جاری کیا جاتا ہے کہاں ہیں حضرت نانوتوی پر منکر ختمِ زمانی و مرزائیوں کے ساتھ متفق بالعقیدہ ہونے کا اتہام لگانے والے حضرات ذرا انصاف کی عینک لگا کر یہ عبارت پڑھیں۔ فصل (۶) قال اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی صٓ اقول مولانا فرماتے ہیں کہ جو معنی خاتم النبیین کے میں نے کئے ہیں۔ ان کے مراد لینے سے ختمِ زمانی ضائع نہیں ہوتی بلکہ قائم رہتی ہے۔ فصل (۷) قال باندیشۂ تطویل قدر ضرورت پر اکتفا کر کے عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے جیسے انبیاء گذشتہ کا وصف نبوت میں حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلۂ نبوت بہر طور آپ پر مختتم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہولیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاءِ گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے الخ صٓ اقول یہاں مولانا نے ایک بہت دقیق دباریک بات بیان کی ہے وہو ہذا لفظ النبیین کا قرآنِ

کریم میں مطلق ہونا اس بات کو مقتضی ہے کہ حضورؐ کا صفت نبوت میں خاتم ہونا صرف انبیاء گذشتہ ہی کے لئے ہی نہ ہو بلکہ جہاں کوئی اور نبی ہو۔ آسمان میں یا کسی اور زمین میں نبی کریم کے زمانہ میں یا آپ کے بعد تب بھی خاتمیت آپ کی باقی رہتی ہے کچھ نقص پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس مفروضہ صورت میں آپ صفت نبوت میں سب سے بلند مرتبہ پر ہی ہوں گے یعنی سب انبیاء صفت نبوت میں ہر حال میں آپ ہی کے محتاج ہوں گے دلیل یہ دیتے ہیں کہ عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ سب علوم حضورؐ کی ذات پر منتہی ہوتے ہیں پس ثابت ہوا کہ آپ سب انبیاء سے اعلیٰ شان والے ہیں آپ سے بالا تو کجا آپ کے برابر بھی کوئی نبی نہیں ہو سکتا نتیجہ یہ نکلا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں نبی کریم کا شان گھٹا کر کفر کا ارتکاب کیا ہے وہ غلطی پر ہیں (۸) قال یہاں پر صاحبِ تحذیر نے حضرت ابوہریرہ کی روایت ترمذی اور مسند امام احمد کے حوالہ سے اور ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عباس کی صٓ، صٓ پر نقل کر کے ایک لمبی تقریر کے بعد بطور نتیجہ کے یہ عبارت تحریر کی ہے (ان حدیثوں کو بخوف طوالت اس ابجد خوان نے تحریر نہیں کیا)، اگر ہفت زمین کو بطور مذکور بہ ترتیب فوق تحت نہ مانئے تو پھر عظمت شان محمدی بہ نسبت اس قدر عظمت کے جو درصورت تسلیم ارامنی ہفت اقلیم کو اگر کوئی نادان فقط اسی اقلیم کا بادشاہ سمجھے جس میں وہ رونق افروز ہے تو یوں کہو اس کی عظمت کے چھ حصے گھٹا دیئے فقط ایک ہی پر قناعت کی غرض خاتم ہونا ایک امرِ اضافی ہے

بے مضاف الیہ متحقق نہیں ہو سکتا۔ سو جس قدر اس کے مضاف الیہ ہوں گے اسی
قدر خاتمیت کو افزائش ہوگی جیسے بادشاہت ایک امر اضافی ہے محکوموں
اور رعیت کی افزائش پر اس کی ترقی اور عظمت موقوف ہے ۲۳ اقول جزا
کم اللہ آپنے معترض صاحب ایمان سے بتائیے کبھی آپ نے ایسی تعریف نبی
کریم کی کسی حضرت کی زبان یا قلم سے سنی ہے۔ خلاصہ ترمذی اور مسند احمد کی حدیث
سے پہلے سات زمینوں کا اوپر نیچے ہونا ایک لمبے بیان میں اس طرح بیان کیا
کہ حضورؐ کی شان اس سے بڑھ کر بیان کرنی۔ کسی انسانی طاقت میں
ممکن ہی نہیں ہے ایک مثال بیان فرمائی کہ فرض کرو زمین کی سات ولایت
میں الگ الگ ایک ایک بادشاہ ہے جو اپنی اپنی ولایت کا مستقل باختیار
حاکم ہے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ ان سات بادشاہوں میں سے
ایک بادشاہ سب کا حاکم شاہِ شاہاں ہے۔ اب اگر کوئی نادان اس
شاہِ شاہاں کا درجہ باقی چھ بادشاہوں میں سے ہر ایک کے برابر ہی اعتقاد
کرے تو عقلمند اس کو کیا کہیں گے جب کہ اس نے اس بڑے بادشاہ کا
درجہ خداداد چھ درجہ کم کر دیا۔ ہاں چونکہ یہ قطعی بیان نہیں ہے لہٰذا ہم کسی
کو نہ اس عقیدہ رکھنے پر مجبور کر سکتے ہیں اور نہ اس کے انکار کرنے سے
کسی پر کفر کا فتوے جاری کر سکتے ہیں کیونکہ نہ کلام اللہ میں اس کی تصریح
ہے اور نہ کسی متواتر حدیث میں اس کا بیان ہاں حضرت عبداللہ بن عباس
کا قول مشہور ہے ذرا ناظرین یاد رکھیں حضرت عبداللہ بن عباس کے تفقہ
فی الدین کے لئے حضورؐ کی خاص دعا حدیثوں میں منقول ہے کامل) اس

اثر کا انکار بدعت سے خالی نہیں اور اس اثر کا منکر گروہِ اہلِ سنت والجماعت
سے خارج ہے۔ (۸) قال اگر اثر حضرت عبداللہ بن عباس مخالف تھا
جملہ خاتم النبیین کے مخالف تھا۔ یا ان احادیث کے معارض تھا جو مثبتین
اور مفسر معنی خاتم النبیین ہیں سو بعد مطالعہ تقریر گذشتہ اہلِ فہم کو تو انشاء اللہ
کچھ تردد نہ رہے گا اگر اثر مذکور موید و مثبت معنے خاتم النبیین ہے نہ مخالف
بلکہ اثر مذکور کا غلط ہونا اُجنہ ثبوتِ خاتمیت میں بہت تدریج ہے اور کیوں
نہ ہو در صورتِ انکار اثر معلوم خاتمیت کے سات حصوں میں سے ایک ہی
حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس صورت میں مدعیانِ محبت نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم سے ہم کو یہ توقع ہے کہ جیسا اس [illegible] کا انکار کرتے تھے اب اتنا
ہی اقرار کریں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انکار [illegible] رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کا بھی کھٹکا تھا۔ اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں
کی اگر لاکھوں لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کریں تو ہیں ذمرکش ہوں
کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی۔ نہ کسی آیت کا تعارض
نہ کسی حدیث سے معارض رہا۔ اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی
نہیں سو جب انکار اثر مذکور میں باوجود تصحیح آئمۂ حدیث یہ قوت ہے تو
تو اقرار زمینِ زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر نہیں۔ علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت
زمانی انکار اثر مذکور میں قدرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ افزائش نہیں
ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب
میں افضل تو بعد اس کے کہ اس شہر کے برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد

کیا جائے اور اس میں بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فردِ افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اوّل کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی آجائے گی یعنی نہیں آسکتی، اقول :۔ فرماتے ہیں کہ اثر ابن عباس بظاہر نظر اگر مخالف تھا تو جملہ خاتم النبیین کے مخالف تھا لیکن میری تحریر کردہ تقریر سن لینے کے بعد اہلِ فہم کو کچھ تردد و شک نہ رہا ہوگا کہ اثر مذکور الٹا جملہ خاتم النبیین کے معنی کے موافق ہے نہ مخالف بلکہ اثر مذکور کو صحیح نہ ماننا جملہ مذکورہ کے معنی میں بہت کچھ خرابی ڈالتا ہے کیونکہ اثر مذکور کے انکار کی صورت میں خاتمیت کے سات حصوں میں سے صرف ایک حصہ باقی رہ جاتا ہے اور چھ حصے کم ہو جاتے ہیں گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کل شان اور درجہ میں سے چھ درجے چلے گئے اور ایک درجہ باقی رہا اب مجھے ان لوگوں سے جو محبتِ نبوی کا دم بھرتے اور دعوے کرتے ہیں بہت بڑی امید ہے کہ اپنے سابق انکار اثر مذکور کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ ثابت ہونے کا اقرار کریں کیونکہ انکار اثر مذکور میں تو شانِ محمدی کی تکذیب کا بھی خوف تھا اور اقرار میں تو کوئی اندیشہ ہی نہیں بلکہ اگر بالفرض سات زمینوں کی جگہ لاکھ دو لاکھ بھی ہو جائیں تو میں ذمہ اٹھاتا ہوں کہ اس میں کوئی خرابی نہ ہوگی کیونکہ یہ بات نہ کسی آیت کے مخالف نہ کسی حدیث کے معارض اور اثر مذکور میں سات زمینوں سے زیادہ کی نفی بھی نہیں ہے جب امامانِ حدیث کے ماہرین نے اثر مذکور کو صحیح کہہ دیا تو

اثر مذکور کے غلط ہونے کا ڈر جاتا رہا اور سات سے زیادہ زمینوں کے ماننے میں کچھ ڈر ہی نہیں رہا اور اگر باعثِ افضلیت برہمہ تانوزمانی ہی مان لیں جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارے نبی اکرم افضل الانبیاء اس لئے ہیں کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء سے آخر میں ہے اور اثر مذکورہ کا انکار کردیں تو اس میں نبی کریم کا شان اور انبیاء سے کیوں کر بڑھ سکتا ہے اس کی وضاحت کے لئے مثال ہٰذا پر نظر ڈالئے۔ پہلے ایک شہر آباد ہے اس کے سب باشندگان میں سے ایک شخص سب سے افضل یا سب پر حاکم ہے کہ اس شہر کے انتظام حکومت کی باگ ڈور اس ایک کے ہاتھ میں ہے اب پہلے شہر کے مقابلہ میں ایک اور ویسا ہی شہر آباد کیا گیا اس میں بھی ایک شخص سب باشندگان سے افضل یا سب پر حاکم ہے تو بتائیے کہ دوسرے شہر والے افضل یا حاکم میں بسبب تاخر زمانی کی وجہ سے پہلے شہر والے پر برتری اور پہلے شہر والے میں نقصان مرتبہ آجائے گا یہاں پر مولانا نانوتوی نے نبیؐ کی مہر نبوت کو ایک شہر کے افضل شخص سے تشبیہ دی ہے اور بتایا ہے کہ دو شہروں کے دو افضل شخصوں میں سے آخری زمانہ والے کو صرف پچھلے زمانہ میں ہونے کی وجہ سے پہلے شہر والے شخص پر فضیلت نہ ہوگی کیونکہ آخری زمانہ کو پہلے زمانہ پر ذاتی طور پر کچھ فضیلت نہیں۔ اگر زمانہ میں بالذات کوئی فضیلت ہوتی تو پہلے زمانہ کو پچھلے زمانہ پر ہونی چاہئے تھی کیونکہ وہ خیر القرون کے زمانہ کے قریب ہے اور پچھلا زمانہ خیر القرون سے بہت دور ہے، پس اس

اعتبار سے آدم علیہ السلام نبی اکرمؐ بلکہ سب انبیاء سے افضل ہونے چاہیئے
تھے۔ وَلَا قَائِلَ بِہٖ اَحَدٌ۔ حالانکہ آج تک یہ بات کسی نے
نہیں کہی۔ پس ثابت ہوا کہ ایک پیغمبر کے پچھلے زمانہ میں ہونے کی وجہ
سے دوسروں پر کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوسکتی بلکہ پچھلے زمانہ والے
نبیؐ کی ذات میں اگر کوئی اعلیٰ صفت ہوگی تو اس کو پہلے زمانہ والوں
پر خود بخود برتری حاصل ہو جائے گی۔ یہاں یہی حال پہلے پیغمبروں اور
ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ باوجود آخری زمانہ میں
ہونے کے سب سے افضل الانبیاء قرار دیئے گئے کیونکہ صفتِ نبوت
آپ کی ذاتی تھی اور باقی انبیاء کی عارضی بواسطہ حضور۔ قال۔ ہاں
اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچ مدان
(کچھ نہ جاننے والا) نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی
پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت
ثابت ہو جائے گی بلکہ
اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت
محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین
میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جاتے منہ اقول فرماتے
ہیں کہ جو معنی خاتم النبیین کے میں نے کئے ہیں اگر وہ لیے جائیں تو پھر تمام

مخلوق اولاد آدم علیہ السلام میں سے کسی کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل
نہیں کہہ سکتے بلکہ خاتم النبیین کے ان معنی کے اعتبار سے جو میں نے کئے
ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شان باقی انبیاء سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے
اور ان معنی کے اعتبار سے حضورؐ کی افضلیت و برتری انہی انبیاء پر ہی ثابت
نہیں ہوتی جو اس عالم دنیا میں آئے اور بحکم خدا چلے گئے بلکہ اس صورت میں
حضورؐ کی افضلیت و بلندیٔ شان ان انبیاء پر بھی ثابت ہو جائے گی جن کا وجود
صرف فرض کر لیا گیا ہے۔ سوال جب سات زمینیں تسلیم کر کے ان میں انبیاء
علی نبینا وعلیہم السلام کا سلسلہ بمعہ ابتداء و انتہا کے تسلیم کر لیا گیا حتیٰ کہ وَنَبِیٌّ
کَنَبِیِّکُم بھی تسلیم کر لیا گیا تو یقیناً ہمارے نبی پاکؐ کا درجہ چھ گنا کم ہو گیا رفعنا
تو درکنار رہا۔ پس ثابت ہوا کہ صاحب تحذیر الناس پر معترضین کا اعتراض
حق بجانب ہے کیونکہ انہوں نے نبی پاکؐ کا شان چھ حصے گھٹا کر ایک بہت
بڑے جرم ناقابلِ معافی کا ارتکاب کیا ہے یہی وہ مختلف فیہ مسئلہ ہے جس
کی وجہ سے صاحب تحذیر الناس پر بڑے بڑے لوگوں کی زبان و قلم سے کفر
کی بارش برس رہی ہے اور روئے زمین پر ایک شور برپا ہے دیکھو حسام الحرمین
مقیاس الحنفیت ص۱۹۷ جاء الحق و زھق الباطل ص۳۷ جواب اس سوال کا
بناء صاحب تحذیر الناس کے لفظ اگر بالفرض پر ہے جو انہوں نے اپنی
کتاب میں ایک دو جگہ استعمال کیا ہے ناظرین یہاں دو چیزیں ہیں سنئے
کسی چیز کے وجود کا خارج میں موجود ہونا اور چیز ہے اور کسی چیز کے وجود کو
صرف فرض کر لینا یعنی ذہن میں بغیر تحقق فی الخارج کے مان لینا اور چیز

ہے۔ اس امر کی وضاحت ایک مثال سے سنئے عقلمند اپنے آباؤ اجداد
سے سنتے چلے آتے ہیں کہ عنقا ایک بہت بڑا مبارک جانور ہے کہ جس شخص
کے سر پر سے گزر جائے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے لیکن آج تک نہ کسی کے
سر سے گزرا اور نہ کوئی بادشاہ ہوا۔ اگر آپ کسی بھلے مانس سے پوچھیں کہ
وہ کیسا جانور ہے سفید یا سرخ کتنا بڑا دو پاؤں یا تین پاؤں والا تسلی
بخش جواب ملنے کے بجائے آپ کو جواب نفی میں ملے گا۔ کسی نے دیکھا
ہو تو جواب دے کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں کیں جا ہمیشہ باد بدست است دام را

سوال :- از مولانا مسافر صاحب حضرت یہ فرمائیے جس شخص کو
یہ بھی معلوم نہ ہو کہ قضیہ فرضیہ اور قضیہ حقیقیہ واقعیہ میں کچھ فرق ہے
یا ایک ہی چیز ہیں تو اس کو مولانا نانوتوی پر اعتراض کرنے کا کیا حق
ہے حقیقت یہ ہے کہ معترضین کو یا تو مولانا کی عبارت کا مطلب
ہی سمجھ میں نہیں آیا۔ یقیناً یہی صورت یہاں معلوم ہوتی ہے یا دیدہ دانستہ
حساب کتاب اخروی کو بالائے طاق رکھ کر اعتراض جڑ دیا اسے جہالت
تعصب تم دونوں کا ستیاناس ہو۔ فائدہ بالفرض کی اس ابجد
ان نے عربی تفسیروں سے زیادہ تشریح اہل علم کے اطمینان کیلئے
بیان کی ہے لہٰذا اہل علم بغور پڑھیں۔ اگر کوئی حق کا متلاشی قرآن کریم
میں غور کرے تو اگر بالفرض کی مترادف بہت سی صورتیں نظر آجائیں گی
سنیئے (۱) لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اگر بالفرض زمین

آسمان میں اللہ تبارک کے بغیر اور بہت سے معبودِ حقیقی ہوتے تو ان کا یہ
موجودہ انتظام قائم نہ رہتا بلکہ اس میں گڑبڑ ہو جاتی لَفَسَدَتَا کے یہی معنے ہیں
سوال :- از مسافر صاحب۔ قرآن کریم کے کسی لفظ کا ترجمہ اگر بالفرض کے ساتھ
کرنا صریح تحریف ہے۔ اگر انصاف کے خریدار ہو تو کسی معتبر تفسیر سے دکھاؤ۔
جواب کلامِ الٰہی کی چار آیتیں مع عبارت تفاسیر پیش کرتا ہوں۔ آپ غور
سے پڑھیں اور سوچیں کہ ان تفسیروں میں اگر بالفرض کے لفظ کو محال کا
مترادف قرار دیا گیا ہے یا نہیں۔ یقیناً یہ لفظ محال کا مترادف قرار دیا گیا ہے
اگر مولانا محمد قاسم صاحب نے لفظ اگر بالفرض محال کا ہم معنی گردان کر بیان کیا
تو کونسا جرم کیا۔ اب تفسیروں کی عبارت پیش ہوتی ہے۔ عربی عبارات
کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ ناظرین حضرت شیرِ پنجاب سے دریافت فرمائیں
سنئے ومن اشهرها انه لو فرضنا موجودين واجبى الوجود
لكانا مشتركين فى وجوب الوجود ومتغائرين بامرمن الامور
والا لم يكونا اثنين وما به الامتياز اما ان يكون تمام الحقيقة
او جزءها لا سبيل الى الاول لان الامتياز لو كان بتمام الحقيقة
لكان وجوب الوجود المشترك بينهما خارجاً عن حقيقة كل
منهما او عن حقيقة احدهما وهو محال الخ روح المعانى ج ۱۷
ص ۲۳ (۲) ومن يقل منهم انى اله الخ والمراد ومن يقل منهم
على سبيل الفرض روح المعانى ج ۱۷ ص ۳۲ ومن يقل منهم الخ اس
آیت کے تحت میں صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں۔ وہ (فرشتے) ڈرتے

رہتے ہیں اور جو کوئی بالفرض ان میں سے خدائی دعوے کا قائل ہو بھی تو ہم اس
کو جہنم میں ڈال دیں ہمارے زیر حکم ہیں پھر بیٹیاں ہونا اور رشتہ دار ہونا کیسے
ج۵ ص۱۴۲ پ۱۷ کذالک نجزی الظالمین الکافرین الذین وضعوا
الالٰھیۃ فی غیر موضعها وھذا علیٰ سبیل الفرض والتمثیل
لتحقق عصمتهم تفسیر مدارک ج۳ ص۲۵۸ پ۱۷ ۔

۳۔ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین وھذا کلام
وارد علیٰ سبیل الفرض والتمثیل لغرض وھو المبالغۃ فی نفی
الولد خازن ج۴ ص۱۱۱ پ۲۵ اے نبی کریم آپ فرما دیجئے اگر بالفرض
اللہ تبارک کا کوئی بیٹا ہوتا تو اس کی عبادت وتعظیم کرنے والا پہلا میں
ہوتا۔ ولا یلزم من ذالک جواز البنوۃ للہ سبحانہ وعبادتہ
له اذ المحال قد یستلزم المحال بل المراد نفیهما علیٰ ابلغ الوجوه
کقوله تعالیٰ لو کان فیهما آلهۃ الا اللہ الخ غیر ان لو مشعرۃ
بانتفاء الطرفین وان لا یشعر به ولا بنقیضه فانها لمجرد
الشرط تفسیر مظہری پ۲۵ ج ص۳۴۵ اس آیت سے اللہ تبارک
کے لئے واقع میں بیٹا ہونا لازم نہیں آتا کیوں کہ ایک محال دوسرے محال
کو لازم پکڑتا ہے جیسے اللہ تبارک کے لئے بیٹا ہونا محال ویسے ہی
اس کی عبادۃ بھی محال، بلکہ یہاں تو ان دونوں باتوں کی بہت بلیغ وجہ پر
نفی کرنی مراد ہے جیسے کہ اللہ تبارک نے فرمایا لو کان فیهما الخ پ۱۷ ہاں
اتنی بات ہے کہ لو دونوں باتوں کی نفی کی آگاہی دیتا ہے (یعنی جب زمین

آسمان کا انتظام قائم ہے فساد نہیں تو تعدد معبودین بھی نہیں ہے) بخلاف ان
کے کہ ان کے کہ یہ نہ دونوں طرفوں کی نفی کرتا ہے نہ ان کی نقیض کا اثبات بلکہ
تو صرف ایک شرط کے معنی دیتا ہے۔ قل ان کان الخ فرض محال اور
اس پر ترتیب احکام جائز ہے اس لئے کہ اللہ کے لئے ولد محال اصلی
ہے خلاصۃ التفاسیر ج۴ پ۲۵ ص۱۶۷۔

۴۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ واگر بفرض محال بربستہ
بگوید آں رسول بربا بقوت فصاحت وبلاغت الخ تفسیر عزیزی پ۲۹
یہاں شاہ صاحب نے ایک عجیب سوال وجواب تحریر فرمایا ہے۔
جس صاحب کو شوق ہو وہ کتاب سے دیکھے جو اس ابجد خوان کے
پاس موجود ہے۔ ولو تقول علینا الی آخرہ سوال پیغمبر بالاتفاق
معصوم اور عزل وغضب سے محفوظ ہے پھر یہ تشدد کس لئے فرمایا جس
سے امکان وقوع کفر وخیانت وجواز عزل وعذاب سمجھا گیا۔ جواب
یہ امر فرضی ہے اور فرض ہر امر کا جیسا کہ خود حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا لو
اردنا ان نتخذ لھوا الخ کہ ہم چاہتے تو لہو کو اپنے لئے بناتے
یا آپ کہدیں کہ اگر اللہ کے ولد (بیٹا) ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا
پس جس طرح ان امور کا وقوع محال ہے اس کا ظہور بھی دشوار خلاصۃ التفاسیر
ج۴ پ۲۹ ص۴۹۰۔ حضرت سائل صاحب اب تو آپ کو یقین ہو گیا ہوگا
کہ اگر بالفرض کا لفظ ایجاد بندہ نہیں بلکہ بہت سے معتبر مفسرین نے جن
کا زمانہ بہ نسبت ہمارے خیر القرون کے قریب ہے اپنی اپنی تفسیروں میں

درج کیا ہے اس سے زیادہ کسی اور شہادہ کی ضرورت تو نہیں محض آپ
کی مزید تشفی کے لئے اور ایک شہادۃ پیش کرتا ہوں۔ آئیے سنیئے کہ
امام صاحب کیا فرماتے ہیں لو کان فیھما الخ کے تحت میں امام فخر الدین
رازی کا قول صاحب خازن یوں نقل فرماتے ہیں قال المتکلمون
القول بوجود الٰہین یفضی الی المحال فوجب ان یکون القول
بوجود الٰہین محالا وانما قلنا انہ یفضی الی المحال لانا لو
فرضنا وجود الالٰہین فلا بد ان یکون کل واحد منھما
قادرا علی کل المقدورات ولو کان کذالک لکان کل واحد
منھما قادرا علی تحریک زید وتسکینہ ولو فرضنا ان احدھما
اراد تحریکہ واراد الآخر تسکینہ فاما ان یقع المرادان و
ھو محال لاستحالۃ الجمع بین الضدین او لا یقع واحد
منھما وھو محال لان المانع من وجود مراد کل واحد منھما
مراد الآخر فلا یمتنع مراد ھذا الا عند وجود مراد
ذالک وبالعکس فلو امتنعا معا لوجدا معا وذالک محال
خازن ج ۳ ص ۲۷۴ حضرت ملا صاحب اب مجھے بھی حق ہے کہ آپ
شک زائل کرنے کے لئے آپ سے کچھ عرض معروض کرلوں (۱): آیت اول
کیا زمین و آسمان میں بہت سے حقیقی معبود پائے گئے اور ان کے موجودہ
انتظام کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا یا محال ہونے کی وجہ سے یہ دونوں باتیں
پردۂ عدم میں رہیں (۲) آیت نمبر ۲۔ کیا فرشتوں میں سے کسی نے صراحتاً

معبود ہونے کا دعوٰے کیا جس کی وجہ سے وہ جہنم کا مستحق قرار دیا گیا یا یہ
دونوں باتیں محال ہونے کی وجہ سے نہ پائی گئیں (۳) کیا اللہ تبارک کا
کوئی بیٹا ہوا اور نبی کریم نے اس کی عبادۃ کی (نعوذ باللہ من ذالک)
یا یہ دونوں باتیں محال ثابت ہوئیں (۴) آیت نمبر ۴۔ کیا نبی پاک نے کوئی
بات گڑھ کر اللہ تبارک کے ذمہ لگائی جس کی وجہ سے ان کا قطع وتین
ہوا (اعوذ باللہ من ذالک الف الف مائۃ مرۃ) یا یہ باتیں صرف فرض و
محال کے درجہ میں رہیں۔ حضرت مسافر صاحب مفسرین کی عبارات
پر غور کرنے کے بعد اب تو آپ کو پورا یقین ہو گیا ہو گا کہ مفسرین کی
طرح حضرت نانوتوی نے بھی اگر بالفرض کے معنی یہی کئے ہیں یعنی اس
طبقۂ زمین جس میں ہم سکونت پذیر ہیں اپنی کتاب میں لا نبی لعبدی
(دیکھو ص۱ تحذیر الناس) لکھ کر نبی کریم کے بعد اور نبی کا آنا (جیسا کہ
مرزا صاحب کا دعوٰے ہے) محال قرار دیا ہے۔ ناظرین یہاں ایک لطف کی
بات ہے آپ کی تفریح طبع کے لئے عرض کرتا ہوں سنئے مولانا نانوتوی
نے تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴ پر دو دفعہ اور صفحہ ۲۸ پر ایک دفعہ
لفظ اگر بالفرض تحریر فرمایا ہے اس وقت کتاب میرے ہاتھ میں ہے اس
کے پہلے صفحہ ۱ پر یہ الفاظ ہیں۔ (۱) لا نبی بعدی میرے بعد کوئی
نبی نہیں (۲) اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔ اب سوال یہ ہے
کہ حضرات معترضین کو ص۱۴ و ص۲۸ کی عبارت تو نظر آگئی اور ص۱ کی عبارت
لا نبی بعدی نظر نہ آئی انا للہ وانا الیہ راجعون یہ تو وہی مثال ہوئی کہ

حضرت شیر صاحب اپنا سفر نامہ حج بیان کریں کہ میں لاہور سے بذریعہ
ریل گاڑی حج پر گیا تھا۔ راستہ میں نہ ملتان آیا نہ سماسٹہ نہ بہاولپور
نہ حیدرآباد سندھ اور کراچی پہنچ گیا۔ پھر جہاز پر سوار ہوا۔ راستہ میں
عدن۔ کامران۔ جدہ کوئی نہیں آیا۔ میں مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ واپسی پر بھی
ایسا ہی ہوا۔ سبحان اللہ کیوں نہ ہو آپ شیر پنجاب ہیں۔ سوال از شیر
پنجاب صاحب۔ یہ فرمائیے کہ یہی وہ نبوت ہے جس کو دیوبندیوں
نے جاری کیا۔ حضرت سلامت کے اپنے الفاظ مبارک مقیاس میں یہ
ہیں۔ پہلے نبوت کا اجرا دیوبندیوں نے کیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ
جب مسافر صاحب اگر اب بھی آپ کی سمجھ میں یہ معنی نہ آئے ہوں تو آپ کو اللہ تبارک
یا حضرت شیر پنجاب کے حوالہ کرتا ہوں وہ آپ کو سمجھا دیں گے

سوال:۔ مسافر صاحب اگر آپ کے خیال میں علماء دیوبند قادیانیوں کے
ہم خیال ہیں تو بتائیے کہ سب سے زیادہ حصہ قادیانیوں کی تردید میں
بذریعہ تحریر کس نے لیا۔ **جواب:**۔ یقیناً آپ کو واقعات پر نظر کرتے
ہوئے یہی جواب دینا پڑے گا کہ علمائے دیوبند نے دیکھو ختم نبوت
فی القرآن۔ ختم نبوت فی الاحادیث۔ ختم نبوت فی الآثار از حضرت مفتی
محمد شفیع صاحب کراچی (۱) قائد قادیان (۲) الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی
والمسیح (۳) اللاحہ علی زاعم النبوۃ الباقیہ العامہ از حضرت تھانوی رحمۃ اللہ
علیہ وغیرہ وغیرہ۔ سینکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں (۲۰) **قال** نقصان شان اور
چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون

تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا اور اگر ایک طفل نادان (محمد قاسم
نانوتوی) نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان
ہو گیا ہرگز نہیں۔ بیاحل گاہے باشد کہ کودکے ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے (۲۹)

اقول:۔ مولانا پر اعتراض کیا گیا تھا کہ تمہاری کلام سے ثابت ہوتا ہے
کہ تم اپنے استادوں بڑوں سے بھی بڑا بننا چاہتے ہو اور یہ بات اکبر الکبائر
مولانا کے اعتقاد میں تھی۔ جواب فرماتے ہیں میں کسی بڑے کا شان
نہیں گھٹاتا۔ بات یہ ہے کہ اگر زیادہ توجہ نہ فرمانے کی وجہ سے کسی باریکی
علمی تک بڑوں کا ذہن نہ گیا اور اس (محمد قاسم) نادان کی سمجھ میں وہ بات
آ گئی تو اس سے بڑوں کی بڑائی میں کون نقصان آ گیا اور کیا اتنی بات
سے میرا شان بلند ہو گیا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بڑے ہر حال میں بڑے ہیں اور
یہ نادان ہر حال میں چھوٹا ہے۔ جیسا پہلے تھا۔ شاباش جزاک اللہ
اسی کا نام تواضع ہے۔ شیخ سعدی نے سچ کہا ہے ؎

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

۱۱۔ **قال:**۔ ان تمام مضامین کے مطالعہ کرنے والوں کو یہ بات بخوبی روشن
ہو گئی ہو گی کہ درصورت تسلیم اراضی دیگر بطور معلوم شہادۃ جملہ خاتم
النبیین تمام زمینوں میں ہمارے ہی نبی پاک شہ لولاک صلعم کی جلوہ
گری ہو گی اور وہاں کے انبیاء آپ ہی کے دریوزہ گر ہوں گے اور سب
جانتے ہیں کہ اس میں جو فضیلت ہے درصورت انکار اراضی ماتحت

وہ فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی صـ۳۴ اقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی ایسی صفت اس ابجد خوان نے آج تک کسی کے قلم سے نہیں سنی بلکہ
لفظ دریوزہ گر تو تحقیر کا وہم بھی پیدا کرتا ہے جو یقیناً مولانا کی مراد نہیں
(۱۴) قال بعد اس تفصیل کے بطور خلاصہ تقریر و نذ لکہ و لائل یہ عرض ہے کہ
ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبولؐ ان سب
کے خاتم آپ کو ان کے ساتھ وہ نسبت ہے جو بادشاہ ہفت اقلیم کو بادشاہانِ
اقالیم خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے جیسے ہر اقلیم کی حکومت اس اقلیم
کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس کو بادشاہ کہا آخر
بادشاہ وہی ہوتا ہے جو سب کا حاکم ہوتا ہے ایسے ہی ہر زمین کی حکومت
نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ
بادشاہ ہے۔ پر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگر
چہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع جیسے بادشاہ ہفت اقلیم کی عزت اور
عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں
سمجھی جاتی جتنی کہ بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے ایسے ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور عظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے
خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جاتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سے
سمجھی جاتی ہے مگر تعجب آتا ہے آج کل کے مسلمانوں سے کہ کس تشدد سے اور خاتمیں
بلکہ خود زمینوں سے انکار کرتے ہیں تسپر ماننے والوں پر کفر کے فتوے دیتے ہیں
یا سنی نہ ہونے کا اتہام کرتے ہیں یہ وہی مثل ہوئی کہ نکٹوں نے ناک والوں کو

ناکو کہا تھا صـ۳۵

اقول۔ ناظرین یہ عبارت اپنے مضمون کے معنوں پر دلالت کرنے
اور مولانا کا مافی الضمیر ادا کرنے میں نہایت واضح ہے۔ اس سے زیادہ کسی
تشریح کی محتاج نہیں البتہ مولانا نانوتوی پر لعن طعن کرنے والوں سے اتنی
مؤدبانہ گذارش ہے کہ لنگر لنگوٹ کس کر لیدرے پہلوان بن کر میدان
میں آجائیں اور ایمان سے بتائیں کہ کیا اس نمبر ۱۴ میں نانوتوی صاحب کے
قلم سے نبی کریمؐ کا شان گھٹایا گیا ہے یا بڑھایا گیا ہے۔ جھوٹ نہ کہنا ورنہ
لعنت اللہ علی الکاذبین کے مصداق ہو جاؤ گے۔

(۱۵) قال الغرض ناظران اوراق کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ بے وجہ فواد
کفر نہیں کہ جو سامنے آیا ایک کفر کا چھینٹا جڑ دیا۔ مولویوں کا کام یہ نہیں کہ مسلمانوں
کو کافر بنائیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ کافروں کو مسلمان کریں۔ اعتبار نہ ہو تو پہلے
علماء کے افسانے یاد کرو۔ سوا اس زمانہ کے علماء سے ہو سکے تو اس گنہگار کو بھی
کا اسلام برائے نام ہے دستگیری فرما کر ورطہ ہلاکت سے نجات دیں اور
ساحل سعادة تک پہنچائیں۔ وما علینا الا البلاغ العبد المذنب محمد قاسم صـ۳۶

اقول۔ شاباش ع۔ ہند شاخ پر میوہ سر بر زمین۔
معزز ناظرین یہ عبارت تحذیر الناس کے اختتام کی ہے اس کے
پڑھ لینے کے بعد بے اختیار منہ سے مولانا کے حق میں جزاکم اللہ فی الدارین
خیرا ابد والابد منجملہ نکلتا ہے۔ اگر مولانا کے دل سے خلوص نیت کے ساتھ
یہ الفاظ نکلے ہوئے نہ ہوتے بلکہ مکاری وریاکاری کے طور پر ہوتے جیسا

کہ بعض حضرات وشیرِ پنجاب ومفتی صاحب گجراتی کا خیال ہے تو آج دنیا میں
کوئی ان کا نام ہی نہ لیتا۔ مگر اُن کی نیت کا خلوص آپ نے دیکھا کیا پھل لایا
مشہور ہے الشجر یعرف باصل الشجر۔ سنیئے آج دنیا کے گوشہ گوشہ
میں دیوبند کا نام روشن ہے۔ پنجاب۔ کابل۔ بخارا۔ عرب یمن کے تشنگانِ
علم اپنی اپنی پیاس بجھانے کے لیئے اس دارالعلوم میں دیکھے گئے۔ ہر سال
۱۲۔۱۳ سو طالب علموں کا اس علمی چشمہ سے سیراب ہونا اور سبکی روٹی کا ٹکڑوں
پر تقسیم ہونا صرف ہال کمرہ دارالحدیث کا پچاس ہزار کی لاگت سے تیار
ہونا وقتاً فوقتاً اس درسگاہ دینی کا میاں فضل حسین باغبانپوری بیرسٹر
ایٹ لا وزیر تعلیم پنجاب مرحوم اور حضرت خواجہ ضیاءُ الدین صاحب
رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین سیال شریف برموقعہ واپسی از عرس خواجہ محبوب
الٰہی نظام الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بہ معیت مولانا ظہور احمد صاحب
امیر حزب الانصار بھیرہ بگوی یورپین پرنسپل محمڈن علی گڑھ کالج کا شوق
ذوق سے معائنہ کرنا۔ کیا یہ سب باتیں مولانا بانی کی خلوصِ نیت کے لئے
کافی گواہ نہیں ہیں۔ ہیں اور ضرور ہیں۔ وہ تواضع جس کے متعلق حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلتے ہوئے یہ الفاظ ہیں من تواضع
للہِ رفعہ اللہ لہٗ واقعی بلا مبالغہ مولانا کے اندر موجود تھی میں آپ
سے پوچھتا ہوں کہ علمی طبقہ میں مولانا کا رفع ہوا یا نہیں۔ اہلِ علم کی طرف سے
میں یقین کرتا ہوں کہ قیام قیامت تک دارالعلوم دیوبند کا نام دنیا میں روشن
رہے گا۔ انہ قال اللہ قال الرسول کی آواز وہاں سے آتی ہی رہے گی

یہ وقت دارالعلوم کے سوانح لکھنے کا نہیں معاف رکھیئے۔ حاسدوا ہنے
تو اپنے حسد کا اظہار کرنا ہی ہے۔ اگر یہ نہ کریں اور کریں کیا:
تشریح جواب علماء لکھنؤ۔ اب یہاں تین احتمال ہیں۔
۱۔ ایک یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ۔ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہوں۔
۲۔ دوسرے یہ کہ مقدم ہوتے ہوں۔
۳۔ تیسرے یہ کہ ہم عصر ہوں۔

احتمال اوّل بحدیث لا نبی بعدی وغیرہ باطل ہے الخ

اقول: حضرات ناظرین سمجھ فرمایئے اس فتوے کی تین صورتوں میں
سے وہ کونسی صورت ہے جس کی وجہ سے آج دنیا میں ایک شور برپا
ہے۔ کل دو گروہ ہیں۔
۱۔ ایک گروہ ایک معین شخص کو نبی نہ ماننے کی وجہ سے دوسرے
گروہ کے کل افراد پر کفر کی بارش برسرِ میدان برسا رہا ہے۔
۲۔ دوسرا گروہ اسی معین شخص کے ماننے والوں پر وہی بارش برسا
رہا ہے۔ حضرت اگر آپ کی سمجھ میں بات نہ آئی ہو تو آیئے میں آپ کو
بتاؤں۔ قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ غیر قادیانی کل کافر ہیں اگرچہ خود اسلام
کا دعویٰ کیا کریں اور باقی سب انبیاء پر ایمان لایا کریں کیونکہ ایک نبی
کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا غیر قادیانی کافر ہیں۔
عرب میں ہوں یا عجم میں۔ ایران میں ہوں یا روم میں۔ غیر قادیانی کہتے ہیں کہ

غیر نبی کو نبی ماننا کفر ہے لہٰذا مرزا صاحب کو نبی ماننے والے سب کافر ہیں۔ حضرات مجھے یہاں یہ بتانا مقصود نہیں کہ کون مسلمان ہے اور کون کافر مجھے تو اس وقت سب بھائیوں کی مدد سے یہ معلوم کرنا ہے کہ تحذیر الناس اور اس فتوے علماء لکھنؤ کے رُد سے مولانا نانوتوی کا کیا عقیدہ ہے۔ ان کی عبارت تحذیر الناس سے نبیؐ کریم کے بعد اس طبقہ زمین میں کسی اور نبی کا پیدا ہو کر آنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں اور یہ کہ ان پر لعن طعن کرنے والے حق پر ہیں یا اس کا عکس میں کسی کو کافر بناتا نہیں بلکہ بتاتا ہوں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ سو تحذیر الناس کی سب عبارات پڑھ لینے کے بعد آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ مولانا نانوتوی بحکم ... لا نبی بعدی نبی کریم کے بعد کسی اور نبی کے ماننے کو کفر سے تعبیر کر رہے ہیں باقی حدیث فی کل ارض آدم کآدمکم الخ کے متعلق محدثین کی تصحیح کے بعد کسی شخص کا بغیر دلیل جرح کرنا اور اس حدیث کو مجروح قرار دینا کسی مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا

سوال :- از مولانا مسافر صاحب جامع صاحب کیا تم موجودہ زمانہ میں سے کسی بڑے محدّث مجدّد کا قول پیش کر سکتے ہو کہ اس نے اپنی کلام میں اگر بالفرض کا لفظ استعمال کر کے اس سے وہی معنے مراد لئے ہوں جو مولانا نانوتوی نے لئے ہیں جواب جزاک اللہ آپ نے بہت اچھی بات کہی۔ حق تلاش کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ اب میں آپ کے سامنے ایک بہت بڑا جبہ پوش۔ عمامہ پوش حقہ نوش کا کلام پیش کرتا ہوں جن پر آپ کا بھی

پورا پورا ایمان ہے۔ ذرا گوش ہوش سے سنئیے۔ شہر جبلپور کے ارادت مندوں نے اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ بریلوی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب تشریف لانے کے لئے اصرار تو کیا۔ آپ ضعف و بیماری کا عذر پیش کرتے رہے آخر مولوی عبد السلام صاحب خلیفہ و خاص نے نہایت عاجزانہ رنگ میں خط لکھا جس کے جواب میں حضرت نے جو کچھ اپنے قلم سے لکھا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ فرمایا مولانا کے بے حد کلمات تواضع نے پہلو عذر کا چھوڑا ہی نہیں۔ اگر بالفرض کسی کے لبوں پر بھی دم ہو وہ بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ان کلمات کو سن کر یہی کہے گا کہ میں حاضر ہوں (چنانچہ اعلیٰ حضرت اس سفر پر تشریف لے گئے) ملفوظات حصہ دوم ص۹۸ تر۹۹

حضرات ایک شخص قریب المرگ ہے ایک دوسرا شخص اس کو لمبے سفر پر مجبور کرتا ہے اور وہ اس کی بات پر لبیک کہتا ہوا تیار ہو جاتا ہے تو کیا یہاں محال کے معنی صادق آتے یا نہیں۔ انصاف ناظرین کی ذات پر ہے

سوال :- از مسافر صاحب جامع صاحب۔ یہاں ایک بات رہ گئی وہ یہ کہ بتاؤ مجدد دنیا میں کیوں آتا ہے آج تک تو ہم یہی سنتے آئے ہیں کہ دین کی باتیں تازی کرنے کے لئے آتا ہے۔ تم نے یہاں حضرت مجدد پر ایک بڑا بہتان لگا کر ایک عظیم الشان جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ حقہ نوشی ایک خبیث چیز ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ ہمارے چشتیا خاندان میں ایک خاص توشہ خاص شرائط کے ساتھ پکتا ہے۔ وہ حقہ نوش کو کھلایا نہیں جاتا خواہ کتنا ہی نیکوکار ہو۔ اگر

یقین نہ ہو تو واپسی خط لکھ کر حضرت صاحب سیال شریف سے بھی تسلی فرما لیں۔ بھلا حضرت والا شان ایسی خبیث چیز کو منہ لگائیں۔ نعوذ باللہ توبہ کرو ورنہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گے جواب۔ مسافر صاحب گھبرایئے نہیں۔ ثبوت لیجئے ایک شخص نے اعلیٰ حضرت سے پوچھا کیا شروع کھانے میں بسم اللہ پڑھ لینی کافی ہے۔ فرمایا ہاں۔ آگے چل کر فرمایا اگر کھانے کے ابتدا میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے تو فوراً بسم اللہ علیٰ اولہ و آخرہ پڑھے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے اور نفضلہ میں بھوکا ہی مارتا ہوں یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور چھالیہ منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف۔ ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھنا۔ طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے الخ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صـ۱۲۳ ملفوظات ہر چہار حصہ میرے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے مرید مولوی امام دین سیالکوٹ نے حضرت کے حکم سے حقہ کے جواز میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ اور سنیے اعلیٰ حضرت نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے کہ حقہ کا پانی پاک ہے اس سے وضو جائز ہے۔

سوال:۔ جامع صاحب تم نے یہ ایک بہت بڑا بہتان ایک بڑی ہستی مجدد پر لگایا۔ اس کا ثبوت دو ورنہ کانوں کو پکڑ کر توبہ کرو۔

جواب:۔ حضرت مسافر صاحب۔ کانوں کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں۔ جب میں آپ کو اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتاویٰ سے یہ عبارت دکھاؤں تو پھر تو آپ یقیناً خوش ہو جائیں گے۔ سنیئے سوال ۴۸

حقے کا پانی پاک ہے یا نہیں بینوا تو جروا جواب۔ قطعاً پاک ہے، پانی پاک۔ تمباکو پاک اس کا دھواں پاک۔ پاک چیز سے پاک پانی کا رنگ مزہ بو بدل جاتا ہے نا پاک نہیں کر سکتا یہاں تک کہ مذہب صحیح میں نہ صرف طاہر بلکہ مطہر و قابل وضو رہتا ہے بایں معنے کہ اگر اس سے وضو کرے وضو ہو جائے گا۔ اگرچہ بوجہ بو مکروہ ہے یہاں تک کہ جب تک اس کی بو باقی ہے مسجد میں جانا حرام جماعت میں شامل ہونا منع۔ پھر بھی اگر سفر میں ہو اور وضو کو پانی کم تھا کہ مثلاً ایک یا دونوں پاؤں دھونے رہ گئے اور حقے میں پانی ہے جس سے وہ کمی پوری ہو سکتی ہے تو اس صورت میں تیمم جائز نہ ہو گا۔ نماز باطل ہو گی بلکہ اسی پانی سے وضو کی تکمیل لازم ہو گی لانہ یجد ماء وانما یقول اللہ تعالیٰ ولم تجدوا ماء صـ۳۳۴۔ بعینہ یہی مسئلہ قدرے اختلاف کے ساتھ اسی فتاویٰ کے صـ۵۸۳ پہ مرقوم ہے۔

مسافر صاحب جب اس طفل مکتب نے آپ کی فرمائش پوری کر دی اب تو یقیناً آپ خوش ہو گئے ہوں گے۔ مولانا مسافر حیران ہو کر کہنے لگے یک نہ شد دو شد۔ ایں چہ بوالعجبی ست۔ یہ تو الٹا لینے کے دینے پڑ گئے۔ فرمانے لگے جامع صاحب یہ متبرک فتاویٰ تم نے دیکھا بھی ہے یا سنی سنائی ہانک رہے ہو۔ اور ہوا سے باتیں کر رہے ہو حضرت مسافر صاحب پہلے میرا مذہب سن لیجئے لعنت اللہ علی الکاذبین رحمت اللہ علی الصادقین جھوٹوں پر خدا کی لعنت سچوں پر خدا کی رحمت

یہ مبترک فتاویٰ قیمت ۱۷/ کتب خانہ نوری بازار داتا صاحب
لاہور کا خرید کردہ اس ابجد خوان کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ منگوائیے
اور پڑھ کر برکت حاصل کیجئے کہ ایں خانہ ہمہ نور است کا مصداق ہے۔
آمدم برسرِ مطلب۔ فتوائے علمائے لکھنو کے آخری الفاظ (حضرت
نانوتوی کی کلام کی تصدیق میں) یہ ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ابن عباس
صحیح و معتبر ہے اور اس سے طبقات تحتانیہ میں وجود انبیاء ثابت ہے
(کہاں ہیں وہ حضرات عمامہ پوشی وجبہ پوش جو مولانا نانوتوی پر
من کذب علیٰ معتمداً فلیتبوأ کفر مطابق جھوٹے اتہام کی وجہ سے کافر
ہوجانے کی بارش برسانے والے ہیں ذرا میدان میں آئیں اور محدثین
کی کلام میں غور فرمائیں) اور بسبب بطلان لاتناہی کے سلسلہ کے ہر
ایک طبقہ میں ایک آخرا نبیاء بہ نسبت اس طبقہ کے ہونا ضرور ہے
لیکن مطابق عقائد اہل سنت یہ امر ہے کہ دعوت ہمارے حضرت
کی علم تمام مخلوقات کو شامل ہے۔ پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہئے کہ
خواتم طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہیں ہوئے (حضرات ناظرین یہاں
تمام نزاع ختم ہے۔ اس لئے کہ قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ نبی کریم
کے زمانہ کے بعد اس طبقہ زمین میں جس میں ہم اقامت پذیر ہیں۔ ایک
کیا کئی نبی آسکتے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب بحکم خدا ۱۳ سو سال کے بعد
نبی ہو کر تشریف لائے۔ مرزا صاحب کی کتابیں اس مضمون سے
بھری پڑی ہیں۔ لاحاجۃ الی البرھان جیسا کہ آپ پاکٹ بک

کا حوالہ پڑھ چکے ہیں۔ مگر محدثین احادیث کی پوری پڑتال کرنے والے حدیث
لانبی بعدی کو ملحوظِ فی الذہن رکھ کر کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کے بعد کوئی نبی پیدا
ہو کر نہیں آسکتا۔ چنانچہ تحذیر الناس کی عبارت سے بالوضاحت آپ
کے سامنے ثابت کر چکا ہوں۔ اب حضرت نانوتوی پر کفر کی بارش برسانے
والے اگر اپنی بات میں سچے ہیں تو اپنے ایمان کی گھٹڑی باندھ کر سر پر رکھ
کر عام مجمع میں قسم اٹھائیں کہ نانوتوی کی کتاب سے یہی مضمون ثابت ہوتا
ہے۔ جو ہم نے مقیاس حنفیت و جاء الحق وغیرہ میں لکھا ہے۔ اگر حق اس کا
خلاف ہو تو اللہ تبارک ہم کو خنزیر کی شکل کر کے مارے اور ہمارا خاتمہ
کفر پر ہو۔ سب کہو آمین۔ ط

بس اک بات پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

یاد رہے کہ اگر معترضین بر مولوی محمد قاسم میں سے کوئی شخص اس احقر سے
کسی قسم کی لیں عام مجمع میں قسم لے کہ تم قسم اٹھاؤ کہ نانوتوی صاحب حق پر ہیں
اور ان پر مرزائیت کی تائید کا اتہام لگانے والے جھوٹے ہیں تو میں بحق تحقیق
ایسی قسم اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ (بقیہ عبارت نانوتوی لکھئے) یا قبل ہوئے یا ہم عصر اور وہ
بھی اور طبقات میں نہ اس طبقہ میں) اور پھر بر تقدیر اتحاد عصر وہ متبع شریعتِ
محمدیہ ہوں گے۔ اور ختم ان کا بہ نسبت اپنے طبقہ کے اضافی ہوگا اور ختم
ہمارے حضرت کا عام ہوگا اور تفصیل ان سب امور کی میں نے کما حقہٗ اپنے
دو رسالوں میں ایک مسمّٰی بالآیاتِ البیّنات علیٰ وجود الانبیاء فی الطبقات
دوسرے مسمّٰی بہ دافع الوسواس فی اثر ابنِ عباس کی ہے الخ

اقول:- حضرات معترضین احقر نے مولانا نانوتوی کی سچائی ان کی کتاب تحذیر الناس کی مختلف عبارات اور محدث گنگوہی کے فتوے سے آپ کے سامنے رکھدی ہے۔ ماننا نہ ماننا یہ آپ کا کام ہے۔ میرا نہیں آپ کے لا تسلم (ہم نہیں مانتے) کا جواب میرے پاس کوئی نہیں ہاں آپ کے پاس لا تسلم کی ٹانگ توڑنے اور مولانا کی صداقت روشن کرنے کے لئے ایسے دو واقعات کی زبردست شہادتیں پیش کرتا ہوں جن سے بڑھ کر تمام پاکستان میں کوئی شہادۃ نہ ہوگی (۱) شہادۃ اول عرصہ ہوا للہانی تحصیل بھلوال میں مولوی محمد عارف و مولوی محمد حیات توم جیپ نے بذریعہ اعلان اشتہار ایک عام جلسہ کیا تھا اشتہار کا عنوان تھا فرقہ ضالہ دیوبندیہ کو کھلا چیلنج۔ مولوی قطبی۔ مولوی ظہور احمد بگوی۔ مولوی محمد یوسف سیالکوٹی۔ مولوی محمد حنیف کوٹ مومن۔ مولوی نذر احمد سلانوالی۔ مولوی عبد الغفور منذیر آبادی اس جلسہ میں موجود تھے۔ جلسہ میں گڑبڑ بھی بہت ہوئی کیونکہ اکثر اہل علم علماء دیوبند کو حق پر سمجھتے تھے۔ چنانچہ مولوی محمد حنیف صاحب لاحول پڑھتے ہوئے محمد یوسف صاحب کی تقریر میں کھڑے ہو کر چل دیئے

مولوی ظہور احمد صاحب نے پکڑ کر بٹھاتے۔ دیوبندیوں میں تحذیر الناس کی عبارت مذکورہ کی وجہ سے کفر کا فتوے لگایا گیا۔ چند دن جلسہ کے بعد احقر للہانی گیا تو وہاں ایک شور برپا تھا۔ آخر چند معززین نے احقر کو مجبور کیا کہ سیال شریف اور گولڑہ شریف کا فتوے لاؤ کہ مولوی محمد قاسم کافر تھے یا مسلمان۔ اگر وہ مسلمان تھے تو سب دیوبندی مسلمان اگر بالعکس تھے تو حکم بھی بالعکس۔ احقر عزیز مولوی فضل حق صاحب میلو والی سے رقعہ لکھوا کر سیال شریف گیا۔ حضرت صاحب

کو تحذیر الناس و اشتہار دکھا کر سب واقعہ جلسہ کا بیان کیا گیا۔ ناظرین حضرت کی زریں رائے پڑھیں۔ اقول:- حضرات ناظرین جن لوگوں نے کسی فاضل استاد کی خدمت میں بیٹھ کر کچھ وقت خرچ کر کے علم کا کچھ حصہ حاصل کیا ہو ان کو تو حضرت صاحب سیالوی اطال اللہ بقاءہ کی حق پرستی اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی سچائی میں ذرہ بھر بھی شک نہیں رہتا اور جنہوں نے استاد سے صرف عمامہ پوشی اور جبہ پوشی ہی کی سند لی ہو اور ہچو ما دگرے نیست کا ہی سبق پڑھا ہو کیا مجال کہ کوئی بھلے مانس ان سے بات بھی کر سکے۔ ارے جہالت و تعصب تم دونوں کا ستیا ناس ہو تم دونوں کا اللہ تبارک منہ کالا کرے کیوں کہ تم نے ہزاروں خاندانوں کو تباہ کیا آمین! غرض صاحب انصاف جب خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں گے تو ان کو حق واضح ہو جائے گا۔ دوسری شہادۃ (۲) بعد ازاں احقر گولڑہ شریف پہنچا۔ صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی۔ سب واقعہ بیان کیا گیا انہوں نے مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جو اتفاقیہ وہاں آئے ہوئے تھے، حکم دیا کہ آپ میری طرف سے ان کو لکھدیں۔ انہوں نے الفاظ ذیل لکھے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔

قال:- میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں۔ جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرہ میں ہے میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب کا بھی یہی مذہب تھا ختم۔

اقول: ناظرین آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان دو شہادتوں کا وزن کس قدر بھاری ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان میں سے ایک ایک پچاس پچاس شہادت کے قائم مقام ہے۔ یہاں مجھے ایک دوست کا مقولہ یاد آیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ارے کمال الدین تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ آخر جہالت اور تعصب نے بھی تو اسی زمین میں اپنا جھونپڑا بنا کر گزارہ کرنا ہے، یہ اپنے آباؤ اجداد کا وطن چھوڑ کر کہاں جائیں۔ ان کو کچھ نہ کہو گزارہ کرنے دو۔ گولڑہ شریف سے واپسی پر مولوی عبدالغفور وزیر آبادی کی خدمت میں حاضری ہوئی کہ مسودہ اشتہار دلہانی انہی حضرت نے تیار کیا تھا اور کچھ لکھنے سے انکار کیا گویا کہ ان کے نزدیک دیوبندی نہ مسلمان ہیں نہ کافر عجیب گفتگو ہوئی بخوف طوالت اس کی تحریر سے پہلو تہی کرتا ہوں ؏۔

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری

ایک تیسری پر لطف شہادہ (۳) احقر مسجد میں سبق پڑھا رہا ہے۔ دو معزز شخص (۱) ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب بی اے سکنہ بہرہ محلہ معماراں (۲) مولوی جمال الدین مبلغ قادیان، تشریف لاتے ہیں۔ عرض کیا جاتا ہے کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ جواب ملتا ہے ہم پہلی ہی دفعہ حاضر ہوتے ہیں اس سے پہلے نیاز حاصل نہیں ہوئی۔ تعارف کے بعد احقر پر پہلا سوال یہ ہوا۔ احمدیت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ احقر کے جواب کا خلاصہ حوالہ قلم ہے۔ ناظرین غور سے پڑھیں۔ اس کے ذریعہ ایک ادنیٰ طالب علم ایک عالم پر غالب کو منتخب ہو سکتا ہے وھو ہٰذا۔ شاہانِ دنیا کا قانون ہے کہ دعوے کے لئے

کم از کم دو گواہ ضروری ہیں۔ اگر مدعی کے گواہ دعوے کے برخلاف شہادۃ دیں تو مدعی کو جھوٹا قرار دے کر جج عدالت کے کمرہ سے نہایت ذلت کے ساتھ نکال دیتا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ پر لوں دو گواہ قائم کئے ہیں۔

آسماں بارد نشان الوقت مے گوید زمیں

ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

تشریح:۔ میرے دعویٰ کی سچائی کے لئے ایک آسمانی گواہ ہے۔ ایک زمینی ۱۔ آسمانی گواہ آیت وجمع الشمس والقمر ہے۔ (۲) زمینی گواہ واذا العشار عطلت ہے۔ تشریح نمبر اول، کا بیان مرزا صاحب نے اپنی مختلف کتابوں میں یوں کیا ہے کہ آیت مذکورہ کی تفسیر یہ حدیث ہے قال علیہ السلام ان لمهدینا آیتین لم تکونا منذ خلق الله السموٰت والارض ینکسف القمر فی اول لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی وسطها وکما قال خلاصہ حضور فرماتے ہیں ہمارے امام مہدی کے لئے اللہ تبارک تعالیٰ دو ایسی نشانیاں مقرر فرمائی ہیں جو آسمان زمین کی پیدائش سے لے کر آج تک کبھی بھی پائی نہیں گئیں (۱) رمضان کی پہلی رات چاند کو گرہن لگے گا۔ (۲) اور درمیانی رات میں سورج کو گرہن لگے گا۔ چنانچہ سنہ ۱۳۱۱ھ میں حدیث کے مطابق یہ دو نشان پائے گئے۔ لہٰذا میں مہدی اور اپنے دعوے میں سچا ہوں اب آئیے کہ اس گواہ کے بیان کی پڑتال کریں کہ اس کو دعوے مرزا صاحب کے ساتھ کس قدر موافقت ہے۔ (۱) اول تو محدثین کو اس حدیث کی صحت میں کلام ہے۔ (۲) بفرضِ صحت اہلِ نجوم کا قانون ہے کہ چاند کو گرہن

۱۳-۱۴-۱۵ رات میں لگتا ہے۔ اس سے آگے پیچھے نہیں ہوتا اور سورج کو گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹ تاریخ میں سے ایک میں ہوتا ہے۔ آگے پیچھے نہیں ہوتا۔ حضرات معجزہ یا کرامت وہ ہوتی ہے۔ جو قانونِ فطرت کے برخلاف ہو۔ موسےٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا قرآن کریم کے اندر موجود ہے لیکن جنہوں نے نہیں ماننا وہ نہیں مانتے کیا آپ کے ہاتھ سے بھی کبھی لاٹھی سانپ بنی ہے (۴) حقیقی معنے حدیث کے رو سے چاند کو گرہن پہلی رات رمضان میں اور سورج کو درمیان رمضان میں ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا ہوا نہیں۔ جنتریاں دنیا میں موجود ہیں۔ ان سے دیکھو اور علمِ نجوم کے ماہرین سے پوچھو (۵) قادیانی صاحبان کی طرف سے سوال ہوتا ہے کہ پہلی رات کا چاند باریک ہوتا ہے اس کو گرہن لگ نہیں سکتا کبھی کہا جاتا ہے پہلی رات کا چاند قمر نہیں ہوتا۔ وہ تو ہلال ہوتا ہے (اہلِ علم ایسے سوالوں کے جوابات کافی سے زیادہ دے چکے ہیں لہٰذا میں ان کو چھوڑ کر مطلب کی طرف عود کرتا ہوں) آئیے دیکھیں اس آیت و حدیث میں کس قدر توافق ہے اور کس قدر تخالف۔

۱۔ جس سورۃ کی یہ آیت ہے اس کا نام ہی سورۃ قیامت ہے۔ یقین نہ ہو تو قرآن کریم اٹھا کر دیکھو پ۲۹ (۲) تمام سورۃ کا مضمون قیامت کے متعلق ہے نہ زمانہ مہدی کے متعلق (۳) وجمع الشمس والقمر کے معنے مفسرین نے یہ بھی کئے ہیں جن لوگوں نے شمس قمر کی دنیا میں پرستش کی ہوگی۔ ان کی پشیمانی کیلئے یہ دونوں بے نور کر کے دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے گویا ان کو دکھانا ہوگا کہ یہ تمہارے معبود ہیں جس سے تم کو نفع کی امید

تھی آج تم ان کی مدد کرو (۴) تمام سورۃ کے مضمون کو امام مہدی کے ساتھ اشارہ تو الگ رہا دور کا واسطہ بھی نہیں خود کوئی تفسیر پڑھیئے یا اہلِ علم سے سنیئے ناظرین آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ مرزا صاحب کا اس آیت کو اپنے دعویٰ کے لئے زور شور سے آسمانی یا روشن نشان کے ساتھ گواہ قرار دینا کس قدر سینہ زوری و سکھا شاہی ہے اب آیئے دوسرے گواہ (الوقت میگو یذہبن) کا بیان سنیئے جو پہلے سے بھی زیادہ پرلطف ہے فرماتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بارہ سو سال کے قریب پہلے قرآن کریم پ۳۰ میں میری سچائی کے لئے یہ پیشین گوئی قبل از وقت کر رکھی تھی کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس وقت اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ اونٹوں سے باربرداری کا کام زیادہ تر عرب میں کیا جاتا ہے جیسے کہ حاجی لوگ مکہ مدینہ کا پہاڑی تکلیف دہ سفر اونٹوں پر ہی طے کیا کرتے ہیں۔ اب حجاز ریلوے کا ٹھیکہ کمپنی نے لے لیا ہے۔ بندرگاہ جدہ پر ریلوے سامان اترنا شروع ہو گیا ہے انشاء اللہ تین سال تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ جو سفر حاجی لوگ کئی کئی دنوں میں نہایت تکلیف سے طے کیا کرتے تھے جب چند گھنٹوں میں ریل پر طے کریں گے تو اس وقت اچھلیں گے کودیں گے۔ خوشیاں منائیں گے کہ الحمدللہ واذا العشار عطلت والی پیشین گوئی آج پوری ہو گئی۔ چونکہ اللہ تبارک کو سچ اور جھوٹ میں امتیاز کرنا منظور تھا۔ لہٰذا باوجود شرائط طے ہو جانے کے نہ وہ کمپنی رہی نہ شرائط رہے نہ وہ ریلوے سامان رہا جو بندرگاہ جدہ پر اترنا شروع ہو گیا تھا نہ حاجی کودے نہ اچھلے نہ عرب میں ریل بنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مرزا

صاحب کی وفات کا دن ہے۔ ۵۵ برس ہو چکے ابھی تک تو وہاں ریل کا نشان بھی نہیں۔ یقین نہ ہو تو حاجیوں سے پوچھو۔ آئندہ کا علم اللہ تبارک کو ہے۔ بلکہ دمشق سے مدینہ منورہ میں آنے والی ریل بھی ٹوٹ ٹاٹ گئی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں ہوا جواب نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی۔ نہ ریل ہو گی نہ دعوئے نبوت صادق آئے گا۔ اب آئیے میں آپ کو بتاؤں کہ اس آیت کا اصل مطلب کیا ہے۔ ناظرین یہاں اذا حرف شرط بارہ جگہ موجود ہے اور اس کی جزا علمت نفس ما احضرت ہے۔ اہل علم غور فرمائیں اور عوام کو سمجھائیں۔ چونکہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میرے وہی اعتقادات ہیں جو پہلے لوگوں کے تھے۔ میرا یہ بھی اعتقاد ہے کہ وحی حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور حضرت محمدؐ پر ختم ہو گئی اب جو شخص نبوت کا دعوے کرے ہم اس کو لعنتی اور مردود سمجھتے ہیں۔ دیکھو رسالہ تشحیذ الاذہان۔

لہٰذا بقول مرزا صاحب پہلے لوگوں کی تفسیروں کی پڑتال کرنی چاہیے کہ انہوں نے اس آیت کے کیا معنی کئے ہیں اگر ان میں مرزا صاحب والے معنے مذکور ہوں تو مرزا صاحب سچے اور مخالف لوگ سب جھوٹے اور اس کے عکس کی صورت میں حکم بھی بالعکس ہوگا۔ سنیئے (۱) یہ سورہ واقعہ قیامت کے متعلق ہے

(۲) عن عبد اللہ بن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہٗ ان ینظر الی یوم القیٰمۃ کانہٗ رای العین فلیقرأ

اذا الشمس کورت و اذا السماء انفطرت و اذا السماء انشقت ترمذی تفسیر خازن تفسیر روح المعانی خلاصہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات خوش و اچھی معلوم ہو کہ وہ قیامت کو یوں دیکھے کہ گویا اس کی آنکھوں کے سامنے ہے تو وہ ان تین سورتوں کو پڑھ لے کہ ان میں قیامت ہی کا بیان ہے)

(۳) اس حدیث کے صحیح ہونے کا بڑا ثبوت ہے تو یہی کافی ہے کہ محدثین میں سے کسی نے آج تک اس کی صحت میں کلام نہیں کیا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر اب بھی قادیانی حضرات مثلاً مولانا ابو العطا مولانا شمس۔ مولانا محمد احمد وغیرہ) ان بارہ باتوں میں سے ایک ایک پر غور فرما دیں۔ تو ان کو یقین ہو جائے گا کہ اس موقعہ پر مرزا صاحب سے لغزش ہوئی ہے اللہ معاف کرے۔ ہاں ضد اور ہٹ دھرمی کا علاج تو جالینوس کے پاس بھی نہیں ہے۔ غرض یہ سب باراں۔ باتیں قیامت میں ہوں گی زندہ در گور کی گئی پوچھی جاتے گی کہ کون سے گناہ کے سبب قتل کی گئی تھی علمت الخ آج تھوڑے دنوں کی بات بھی یاد نہیں رہتی بھلا تمام زندگی کے کارنامے کہاں یاد رہیں۔ قیامت میں ذرا ذرا کیا ہوا تحریر کی شکل میں سامنے آجائے گا کہ انکار کی گنجائش نہ ہو گی اور خواندہ نہ خواندہ سب پڑھ لیں گے۔ اونٹ عربوں کا بہت پیارا مال ہے خصوصاً دس ماہ کی حاملہ اونٹنی جو جننے کے قریب ہوتی ہے۔ اس وقت وہ بیکار نہیں چھوڑی جاتی بلکہ زیادہ حفاظت

کی جاتی ہے۔ مکرر عرض ہے کہ ان بارہ باتوں کے معنی پر غور کرنے سے ہر عقلمند
سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب باتیں قیامت کے قریب یا بوقت قیام قیامت
ہوں گی۔ میاں صاحب خلیفہ محمود نے یہاں اپنی تفسیر کبیر میں عجیب
تفسیر کی ہے من قال فی القرآن برائیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار کا لحاظ بھی نہیں
کیا۔ بے اختیار منہ سے جزاک اللہ نکلتا ہے۔ حضرت تفسیر قرآن کوئی
گاجر مولی نہیں کہ آپ بازار میں گئے دوکاندار کو پیسہ دیا اور جھٹ خرید
لی حلوائی خوردن را روئے باید سوال:۔ از قادیانی حضرات چونکہ اس
وقت ریل بمشابہ ایک سواری غرض یہ ۱۲ باتیں بزبان حال پکار کر کہہ
رہی ہیں کہ ہمارا وقوع قیامت میں ہوگا۔ نہ بوقت مسیح مجاز میں عالم رائج
ہو چکی ہے جیسے لاری موٹر۔ ہوائی جہاز، جس پر امیر غریب بنہایت
آسانی سے مکہ مدینہ کا درمیانی سفر کر رہا ہے لہٰذا ہم کہیں گے ریل والی پیشن
گوئی یقیناً پوری ہو گئی کیونکہ جو غرض ریل کے متعلق تھی وہ اس موجودہ سواری
سے پوری ہو گئی ہے۔ اب اس پر اعتراض کرنا جہالت ہے جواب
حضرت آپ کے نبی کی زبان سے لفظ ریل نکلا ہوا ہے۔ ایک نبیؐ کی
کلام میں تحریف کرنی اس کی نبوت کے انکار کے مساوی ہے۔ ایک
نبی تو کیسے ہمارے لنگر سے اس شخص کو حلوا گوشت کھلاؤ ہم اس کو
دال اور باجرہ یا چنے کی روٹی کھلا دیں کہ جو غرض حلوا گوشت سے تھی
وہ یہاں بھی بخوبی پوری ہو گئی یعنی بھوک کا بند کرنا اب آپ ہی فرمائیے
کہ جب فرمائش کنندہ نبی صاحب کو ہماری اس حرکت کی خبر ہو گی تو

تو وہ ہم پر خوش ہوں گے یا ناراض ذرا سنبھل کر جواب دینا۔ حقیقت یہ ہے
کہ قادیانی احباب کو تاویل کے میدان کی کشادگی نے بہت بڑا فائدہ
دیا ہے۔ اس سے کوئی بات جھوٹی ہو ہی نہیں سکتی۔ ناظرین! اس طفلِ
مکتب نے مرزا صاحب کے گداہوں کا سب کچا چٹھا آپ کے سامنے
رکھ دیا ہے اب اس کو سوچنا سمجھنا آپ کا کام ہے۔ آگے چلیے
فصل آمدم بر سر مطلب۔ مبلغ صاحب کی آمد و رفت کا سلسلہ برابر
جاری رہا۔ ایک دفعہ انہوں نے فرمایا کہ مولوی محمد قاسم صاحب بانی
دارالعلوم دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں کہ نبی کریمؐ کے
بعد اور نبی آ سکتے ہیں آپ لوگ کیوں ان کی بات نہیں مانتے۔ الٹا
مرزا صاحب کو بھلا برا کہتے ہیں یہ آپ لوگوں کا انصاف ہے۔ چونکہ
تحذیر الناس میرے پاس موجود تھی اور اس مسئلہ کی میں نے خوب
پڑتال کی ہوئی تھی۔ میں نے ایک عام مجمع منڈی پھلر وان میں کہا یہ
غلط ہے۔ چلو کوئی منصف مقرر کر دو اور ۵۰۰ روپیہ نکال کر ملک
محمد خان سکرٹری کے ہاتھ پر رکھ دیئے اور کہا مبلغ صاحب آپ
بھی روپیہ رکھیں جو جھوٹا ہو جھوٹ کا تاوان یا جرمانہ ادا کرے انہوں
نے انکار کیا۔ پہلے مولوی حکیم شاہ محمد سکنہ شیخوپورہ و سید علی حیدر
سکنہ علی پور منصف مقرر ہوئے بعد ازاں شیخ محمد اکبر ریٹائرڈ سیشن
جج محلہ شیخاں بھیرہ مقرر ہوئے تاریخ مقررہ پر ہم دو فریق شیخ
صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ صاحب نے ہر دو فریق

کا بیان سننے کے بعد ۹ دن کی فیصلہ کی تاریخ مقرر کی اور تحذیر الناس دیکھنے کے لئے احقر سے لے لی۔ جب ہم فیصلہ سننے کے لئے گئے تو شیخ صاحب نے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ چودھری ولی داد کی موجودگی میں فریقین کی طرف مخاطب ہو کر یوں ارشاد فرمایا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ لوگ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں چونکہ مجھے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کو کہا گیا ہے لہٰذا مجھے بے انصافی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے مولوی محمد قاسم صاحب کی تحذیر الناس جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، اوّل سے آخر تک پڑھی ہے۔ مولوی صاحب کی کلام سے نبی کریم کے بعد کسی اور نبی کا آنا مفہوم نہیں ہوتا۔ مولوی صاحب نے تو لکھ دیا ہے کہ "تاخر زمانی کا منکر کافر ہے اور صتا پر بوقت روانگی جنگ تبوک فرمایا اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی خلاصہ ای علی رضی اللہ عنہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے میرے درمیان وہ نسبت ہو جو ہارون اور موسیٰ کے درمیان تھی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں ایک دو جگہ لفظ بالفرض موجود ہے جس سے ایک موہوم و فرضی نبی کے پیدا ہونے کا گمان ہوتا ہے نہ یقینی کا مبلغ صاحب نے جرح کرتے ہوئے فرمایا ہم مرزا صاحب کو نبی کریم کے ماتحت گورنر وغیرہ مستقل نبی کی شکل میں مانتے ہیں شیخ صاحب نے فرمایا آپ ایک غرضی و غیر مستقل نبی لوگوں سے منوا کر کیا لینا چاہتے ہیں فقط۔

حضرات اہلِ علم اور دیگر ناظرین سے بات چیت

حضرات ناظرین۔ احقر نے یہ اوراق اس لئے جمع نہیں کئے کہ ناظرین میری تعریف کریں یا میری تجارت کو فروغ ہو یا مجھے کسی کی اہانت مقصود ہے بعض احباب کے مشورہ سے ایک پرانا اختلاف جو دو گروہ کے اصل میں چلا آتا ہے محض تحقیق حق کی غرض سے اس کا تصفیہ مقصود ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ناظرین اگر ٹھنڈے دل سے ان اوراق کو غور سے پڑھیں گے تو ان کو حق نظر آ جائے گا کہ صاحب حسام الحرمین و صاحب تحذیر الناس میں سے حق بجانب کون ہے اور اس کا عکس کون۔ اب اختلاف کی تشریح سنئے حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے تحذیر الناس مولانا نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند کی ۳ جگہ کی عبارت لے کر علمائے حرمین الشریفین کے پیش کی جس کی وجہ سے ۳۴ فضلاء نے صاحب تحذیر و ان کے ہم عقائد علماء پر دل کھول کر کفر کا فتوے جاری کیا صاحب تحذیر و صاحب حسام تو دار البقاء کو تشریف لے گئے الحمد للہ کہ ان کی یہ کتابیں حق و باطل معلوم کرنے کے لئے اس وقت ہمارے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ بشرطیکہ ضد و ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھا جائے۔ آج جو شخص اتباعِ حق کی بجائے ضد کی پیروی کرے گا یقیناً قیامت میں ماخوذ ہو گا۔ بعض احباب کی فرمائش و مولانا مسافر صاحب کے اصرار نے مجھے مجبور کیا کہ ہر دو مذکورہ کتابوں میں سے جو نتیجہ ظاہر ہو وہ بلا لحاظ کسی جانب کے تحریریں پبلک کے سامنے پیش کر دوں چنانچہ

ہر دو کتابوں کی پڑتال کرنے کے بعد جو کچھ ذہن میں آیا، ناظرین کے سامنے رکھدیا اور علماء حرمین کی ۳۴ تحریروں میں سے ایک پہلی ایک آخری بھی ناظرین کی آگاہی کیلئے بجنسہ نقل کردی ہیں۔ جو شخص باوجود حق واضح ہو جانے کے محض خوش اعتقادی کی وجہ سے ایک ایسے شخص کا اتباع کرے جو حق سے کنارہ پر ہے سخت خطاکار ہے۔ باقی کسی کو کافر کہنا یا لکھنا یا دوسروں سے لکھوانا عقلمند جانتے ہیں کہ کس قدر ظلم عظیم ہے۔ علماء و مجددین کا کام دین کو تازہ کرنا ہے نہ مسلمانوں کو کافر بتانا و کہنا۔ اس بارہ میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوےٰ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

واعلم انك فى هذا المقام بين ان تسيئ الظن بمسلم وتطعن عليه وتكون كاذبا او تحسن الظن به تكف لسانك عن الطعن وانت مخطئ مثلا والخطاء فى حسن الظن بالمسلم اسلم من الصواب بالطعن فيه فلو سكت انسان مثلا عن لعن ابليس او لعن ابى جهل او ابى لهب او من شئت من الاشرار طول عمره لم يضره السكوت ولو هفا هفوة بالطعن فى مسلم بما هو برئ عند الله تعالى منه فقد تعرض للهلاك بل اكثر ما يعلم فى الناس لا يحل النطق به لتعظيم الشرع الزجر عن الغيبة مع انه اخبار عما هو متحقق فى المقابلة الاقتصاد فى الاعتقاد خلاصہ۔ اے مخاطب تو یہ بات جان لے کہ تو کسی کو برا بھلا کہنے کے موقعہ پر دو باتوں کے درمیان ہے۔ (۱) ایک یہ کہ تو کسی مسلمان کے ساتھ بڑا ظن کرے اور اس پر کسی امر میں لعن طعن کرے حالانکہ

تو جھوٹا ہو یعنی واقع میں وہ ملعون نیک ہونے کی وجہ سے قابل لعن طعن نہ ہو (۲) دوسرا یہ کہ تو ایک شخص کے ساتھ اچھا ظن کرے اور اس پر لعن طعن کرنے سے زبان کو روکے حالانکہ تو خطاکار ہو یعنی واقعہ میں وہ شخص بڑا قابل لعن طعن تھا اور تو نے اس کو اچھا خیال کیا۔ اب بطور نتیجہ کے فرماتے ہیں کسی مسلمان کے ساتھ اچھا ظن کرنے میں غلطی کرنی اس پر صحیح طریقہ سے طعن کرنے سے اچھی ہے مثلاً فرض کرو کہ اگر کوئی انسان شیطان پر لعنت کرنے یا ابوجہل یا ابولہب یا کوئی بڑے سے بڑے آدمی پر اپنی تمام زندگی لعنت کرنے سے خاموش رہا تو یہ خاموشی اس کو مضر نہ ہوگی اگر ایک انسان نے کسی آدمی میں کسی ایسی بُری خصلت کے ساتھ بکو اس بکا جس سے وہ ملعون پاک ہے تو یقیناً وہ شخص ہلاکت کے پیش کیا گیا بلکہ اکثر ایسی ناپسندیدہ باتیں جو لوگوں میں معلوم ہوں پھر بھی ان کو زبان پر لاکر ظاہر کرنا حلال نہیں ہے کیونکہ شریعت نے غیبت سے بہت بڑی جھڑک کے ساتھ منع کیا ہے باوجودیکہ وہ ایسی بات کے ساتھ خبر دیتی ہے جو غیبت کردہ شدہ کے اندر موجود ہے حضرت امام کی کلام سے ثابت ہوا ہے کہ کسی بُرے مسلمان کو بھی برا کہنا برا ہے اور کسی برے انسان کو اچھا کہنا اور اس میں اچھا گمان کرنا اچھا ہے۔ برداللہ مضجعک اے امام اللہ تبارک تیری خواب گاہ (قبر) کو ٹھنڈا کرے۔ مولانا مسافر صاحب اپنے صالحین کا طریقہ دیکھ لیا یعنی چھٹا تھی ایک بات رہ گئی وہ یہ کہ امام صاحب کے اس فتویٰ پر کس نے عمل کیا صاحب حسام نے یا صاحب

تحذیر نے حضرت مسافر صاحب و دیگر ناظرین کتاب ہٰذا آئے بڑے بڑے حضرات کی
کتابوں کی پڑتال کریں یقیناً فتوے عقل سلیم و فتوے امام غزالی صاحب کے
مطابق وہی سچے ہوں گے جن کی تصانیف گالی گلوچ و بدزبانی سے پاک
وخالی ہوں گی۔ میں مولانا نانوتوی و مولانا تھانوی کی کتابوں کی پڑتال کر
چکا ہوں۔ کسی جگہ کسی ایک کا نام لے کر ان کے قلم سے کافر تحریر کرنا مجھے
نظر نہیں آیا واللہ علی ما اقول شہید اگر آپ کو نظر آیا ہو تو پورا نشان دیں۔
ہاں صاحب حسام الحرمین کے قلم سے تو کئی جگہ آپ کو دکھا چکا ہوں کہ بڑے
بڑے اہل علم د مولوی رشید احمد مولوی محمد قاسم مولوی اشرف علی وغیرہ کو
انہوں نے کافر لکھا ہے آپ کے اطمینان و برکت حاصل کرنے کے لئے ایک
لطیفہ اعلیٰ حضرت مجدد کا عرض کرتا ہوں۔ ارشاد ہے آج کل کے روافض
تو عموماً منکر ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں ان کے مرد یا عورت
کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی،
نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں
جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد، انسان ہو یا حیوان محض
باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا الیٰ آخرہ ملفوظات اعلیٰ حضرت
مجدد مائۃ حاضرہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۳ یہ کتاب ہر چہار حصہ میرے کتب خانہ میں
موجود ہے ہر وقت دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ اس مضمون کی تائید
میں حدیث ذیل پر توجہ فرمائیے۔ قال رجل یارسول اللہ ای الاسلام
افضل قال من سلم الناس من لسانہ و یدہ کہ ایک شخص نے عرض

کیا حضور بہتر اسلام کونسا ہے آپ نے فرمایا اس شخص کا اسلام سب سے بہتر
جس نے لوگوں کو زبان اور ہاتھ کی تکلیف سے بچایا مسند ج ۲ ص ۱۸۷ اور سنئے عن
سفیان بن عبداللہ الثقفی قال قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی بامر
اعتصم بہ قال قل ربی اللہ ثم استقم قال قلت یارسول اللہ ما اکثر ما تخاف علیّ
قال فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلسان نفسہ ثم قال ھذا احمد ج ۳
ص ۴۱۳ مصری،

سوال:- از مولانا مسافر صاحب - آپ کا مذہب کیا ہے۔ مجھے تو دال میں کچھ کالا کالا
معلوم ہوتا ہے، آپ وہابی تو نہیں۔ جواب:- حضرت بھلا یہ بھی کوئی بات پوچھنے
کی ہے عرصہ سے میری و آپ کی ملاقات ہے ابھی تک آپ کو معلوم نہیں ہوا
کہ میں حنفی ہوں۔ تفصیل سے سنئے۔ عرصہ ہوا کہ میرے چند دفعہ قادیان دارالامان
میں جانے کی وجہ سے بعض مہربانوں نے مجھے مرزائی کا لقب عنایت کیا تھا احقر نے
اس کے جواب میں اس وقت ایک مختصر مضمون لکھا تھا جو آپ کی تشفی و تسلی کے لئے
بعینہ درج کرتا ہوں وہو ہٰذا۔ میں کون ہوں۔۔۔ میں مسلمان ہونے کے بعد ہر چہار
مذاہب میں سے حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ والغفران کے مذہب کا پابند
ہونے کی وجہ سے حنفی کے نام سے موسوم ہوں (۲) حضرت امام شافعی و دیگر
بزرگانِ دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی عزت میرے دل میں حد سے زیادہ ہے کیونکہ
ان پاک ہستیوں نے نبی کریم کے دین کی اشاعت میں اپنی عمریں وقف کر
ڈالیں۔ ان لوگوں کی آپس میں بھی اس قدر محبت تھی کہ ایک دوسرے کو عزت
کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان میں ہماری طرح تعصب و نفسانیت نہ تھی۔

(۳) میرے حنفی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حنفی مذہب کے فتاووں (شامی عالمگیری
مبسوط وغیرہ) کو اپنے دین و دنیا کا رہبر تصور کرتا ہوں ان کی روایات پر کاربند
ہونے کو حقیقی حنفیت اعتقاد کرتا ہوں (۴) جو شخص حضرت امام کی تقلید کرتا ہوا
حنفی ہونے کا مدعی ہو اور فتاووں کی روایات پر کاربند نہ ہو اور بلکہ کسی مسئلہ میں
صریح روایت کا خلاف کرے یا اپنی رائے سے کوئی مسئلہ ایجاد کر کے اس پر کاربند
ہو، اس کو غیر مقلد و پکا کٹا وہابی اور حضرت امام کے مذہب کو بدنام کرنے والا اعتقاد
کرتا ہوں خواہ میرا پیر یا استاد ہی کیوں نہ ہو۔ (۵) باوجود دعوٰئے حنفیت کے فقہ حنفی
کے خلاف مسائل پر اپنے کاربند ہونے کو ارتکاب بدعت و خیانت فی الدین سے تعبیر
کرتا ہوں اگر کوئی اور ایسا کرے تو اس کو بھی بدعتی اور خائن فی الدین اعتقاد کرتا ہوں
(۶) اگر بالفرض فقہ حنفی کا کوئی مسئلہ صریح نص کے خلاف ثابت ہو جاتا ہے تو اس
کو فی الفور بلا عذر مان لینا اپنی سعادت سمجھتا ہوں اور نص پر کاربند ہو جاتا ہوں
(۷) اپنے استادوں و مرشد کی ایسی تقلید کا قائل نہیں ہوں جس سے کسی نص
کی مخالفت لازم آتی ہو کیونکہ ان کو معصوم عن المعاصی اعتقاد نہیں کرتا ممکن
ہے کہ ان سے کسی مسئلہ میں لغزش ہو گئی ہو اس صورت میں ان کے لئے عفی اللہ
تعالیٰ عنا و عنہم کے ساتھ دعا کرنی اشد ضروری سمجھتا ہوں (۸) اہل علم میں سے جن
لوگوں نے بقدر استطاعت احادیث میں تفسیریں و شروح کتب احادیث وغیرہ لکھ
کر کوشش کی ہے۔ ان کو مقبولان بارگاہ الٰہی میں سے اعتقاد کرتا ہوں جیسے
شیخ اکبر ملا علی قاری سید محمود آلوسی صاحب روح المعانی وغیرہ (۹) اگر کوئی آیت
یا حدیث کے معنی میں شک ہوتا ہے تو متقدمین کی کتب سے اس کا ازالہ کرتا

ہوں (۱۰) جو لوگ ضد ہیں اگر کسی اہل علم یا کسی مسلمان کو کافر وغیرہ نامناسب الفاظ
سے یاد کرتے ہیں ان کو موافق حدیث قال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ای الاسلام افضل قال من سلم الناس من لسانہ ویدہ [illegible]
خدا کا دشمن سمجھتا ہوں (۱۱) کسی کا کسی خاص اہل علم کو برا بھلا کہنے کو نہایت نفرت کی
نگاہ سے دیکھتا ہوں تلک عشرۃ کاملۃ مع زیادۃ واحدۃ۔ حضرت مسافر صاحب اب
تو آپ کو پتہ چل گیا ہو گا کہ میرا مذہب کیا ہے اور یہ کہ میں وہابی نہیں ہوں میں
گراں ہوں کا مضمون پڑھ لینے کے بعد ہوا۔ مسافر صاحب کا ظلمی ارشاد جامع
صاحب اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مجھے تو یقین ہو گیا ہے کہ آپ
وہابی نہیں بلکہ پکے حنفی ہیں مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو وہابیت کی ہوا
بھی نہیں لگی۔ سنا گیا کہ ہم دفعہ قبۃ الخضراء کی زیارت کے لئے گئے ہیں اگر
رسول ؐ کے منکر ہوتے تو وہاں کیوں جاتے۔ میں خوش ہوا کہ آپ کی زبان
سے اتنے عرصہ میں میں نے کسی کو کافر کہتے نہیں سنا حتیٰ کہ مرزا صاحب قادیانی
کو بھی آپ مرزا صاحب کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ اب میں جاتا ہوں زندگی ہوئی
تو پھر حاضر ہوں گا۔ یار زندہ صحبت باقی السلام علیکم۔

کونسل علماء فضلاء کا فیصلہ

جب یہ اجلاس خوان تحذیر الناس کا خلاصہ بقدر ضرورت کر چکا تو تعلیم حقیقی
نے یہ بات دل میں پیدا کر دی کہ اس خلاصہ کے متعلق اہل علم حضرات سے بھی استصواب
کرنا ضروری ہے تا کہ اگر کوئی غلطی ہو گی تو اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ چنانچہ

اس علاقہ کے بڑے بڑے اہل علم کے در دولت پر کتاب تحذیر الناس لے کر جامع اوراق کو چکر لگانے و حاضر ہونے کی نوبت آئی جن حضرات نے کتاب تحذیر الناس کو پڑھ کر تحریر کر دی وہ سب تحریریں ذیل میں درج کی جاتی ہیں کئی ایک حضرات نے باوجود کتاب پڑھ لینے کے ایک حرف تک لکھ دینے سے صاف انکار کر دیا بعض حضرات نے کتاب دیکھے پڑھنے سے ہی انکار کر دیا۔ ایسے حضرات چونکہ احقر کو نہ کسی سے ذاتی عداوت ہے نہ کسی کی اہانت مقصود ہے اس لئے ان کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے ان کو اللہ تبارک کے حوالہ کرتا ہوں۔ ہدانا اللہ جمیعا۔ اللہم سب کو ہدایت کرے۔ ناظرین یہ تحریریں نہایت قابل قدر ہیں ان میں سے ہر ایک مولانا حجۃ الاسلام مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے لئے ایک مستقل دلیل ہے احقر نے بخوف طوالت تحذیر کا خلاصہ بہت اختصار کے ساتھ کیا ہے جس کو زیادہ شوق ہو وہ اصل کتاب دیکھے تصدیق کنندگان کے اسماء کے ساتھ حسب رواج زمانہ اس ابجد خواں لمبے چوڑے القاب نہیں لکھے تاکہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو والا معاملہ نہ ہو جائے۔

ایک سنہری قابل عمل تحریر از حضرت مولانا الحاج قمر الدین صاحب

سجادہ نشین سیال شریف دام فیضہ

میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین

کی سمجھ نہیں گئی قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ فقیر قمر الدین سیال شریف

تصدیق حضرت مولانا محبوب الرسول صاحب للٰہ شریف ضلع جہلم،

ادام اللہ بقاءہ علی رأس المرشدین آمین۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے سمجھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے اسلام اور علم کی جو ان سے اللہ تعالیٰ نے خدمت لی ہے وہ انہی کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرما کر ان کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین اور ہم ایسے سیاہ کاروں کو اپنے نیک بندوں کی طفیل بخش دے آمین یا رب العالمین بار بار زبان پہ آتا ہے کہ اللہم نور مرقدہ و احشرنا معہ (اے اللہ تبارک ان کی خوابگاہ (قبر) کو روشن کر اور ہمارا قیامت میں اٹھنا ان کے ساتھ کر آمین) باقی رہا فرقہ ضالہ کا ان کی عبارت سے اپنے مفید مطلب معنے نکالنا تو ہر ہوشمند آدمی ایسی باتوں کی طرف دھیان بھی نہیں کر سکتا اس فرقہ ضالہ نے کس چیز سے مفید مطلب معنے نہیں نکالے آیات قرآنی کی تاویل کی احادیث نبوی کو اپنے رنگ میں ڈھالا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شریف سے عبارتیں نکال کر ان کو تاویل کی سان پر چڑھایا تو کیا ہم فرقہ باطلہ کی باتیں سن کر ان بزرگوں کے حق میں بد عقیدہ ہو جائیں گے۔ اعوذ باللہ منہا بہر حال میں کیا کہ اس پر اپنی رائے دوں اور پھر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور ایمان پر روشنی ڈالوں د تحذیر الناس میں انہوں

نے ختمِ زمانی کو نبی پاک کی ذات میں لا نبی بعدی مثلاً پر لکھ کر بند کر دیا ہے۔ ایسے ان لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت چاہتا ہوں اس سے زیادہ کیا عرض کروں خیر الکلام ما قلّ و دلّ۔

ننگِ اسلاف سیاہ کار ظلوم جہول محبوب الرسول للّٰہ شریف ضلع جہلم ۱۲ مئی

تحریر دلپذیر از قاری الحاج مولوی محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹمومن

مرزائیوں و دیگر معترضین کا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیو بند کے متعلق غلط الزام احقر کتاب تحذیر الناس مصنفہ حضرت مولانا موصوف کا بغور مطالعہ کر کے حیران رہ گیا کہ مرزائی وغیرہ کس بے باکی سے مولانا نانوتوی کو اجرائے نبوت بعد رسول پاک کا معتقد مانتے ہیں حالانکہ تحذیر الناس کی عبارت سے کہیں سے بھی استنباطاً و استخراجاً یہ چیز ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ جب آپ نے خاتمیت باقسامہا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت فرما دی ہے تو مخالفین کس قسم کی نبوت یہاں سے ثابت کرتے ہیں مولانا نے تو جملہ اقسام نبوت حضور نبی کریم سے مختص فرما دیئے ہیں نبوت کی ایسی کوئی قسم باقی نہیں چھوڑی جو حضور پر ختم نہیں ہوئی محض لفظِ فرضیت سے حقیقت سمجھ لینا ان کی خوش فہمی ہے۔ سچ ہے۔ ؏ خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے مولانا نے تو صاف فرمایا ہے کہ اطلاق خاتم اس امر کا مقتضی ہے کہ جملہ انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے یعنی آپ نبوت کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں تو جب حضور سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ٹھہرے تو غیر کی نبوت کہاں سے

ے آئے گی۔ بلکہ تحذیر الناس کی عبارت سے تو صراحتاً اجرائے نبوت کا انسداد ثابت ہوتا ہے دیکھو لا نبی بعدی ہو تحذیر۔ نبی کریم کے بعد اس طبقہ زمین میں مدعی نبوت کو خود اپنی نبوت پر یقین نہیں ہے نبی کریم کی صفت میں ان کا یہ ایک شعر سنیئے! فرماتے ہیں ؎

ہست او خیر البشر خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احقر محمد حنیف خطیب کوٹمومن

ارشاد حضرت الحاج فاضل نوجوان صاحبزادہ مولوی مطلوب الرسول صاحب سجادہ نشین للّٰہ شریف ضلع جہلم۔ میں اس تحریر (متعلق تحذیر الناس) سے بالکل متفق ہوں ناچیز محمد مطلوب الرسول سجادہ نشین للّٰہ شریف ضلع جہلم حضرت صاحبزادہ صاحب نے مولوی صاحب کوٹمومن کی تحریر پڑھ کر نیچے اپنے قلم سے یہ الفاظ لکھ دیئے جزاکم اللہ خیرا۔

ایک قابلِ قدر تحریر حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب سند یافتہ لکھنؤ

سکنہ ہریہ ضلع گجرات

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! اس فقیرِ حقیر نے تحذیر الناس کا بغور خوض تمام مطالعہ کیا ہے لہٰذا بوثوق کلی عرض کرتا ہوں کہ مصنف کتاب ہٰذا کا مدعیٰ و مقصد آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی عقلاً و نقلاً ثابت فرمانا ہے۔ نہ کہ بالعکس۔ مدعی عکس کا کاذب و مفتری ہے ہٰذا ما عندی واللہ بالصواب و عندہٗ علم الکتاب کتبہ احقر محمد صدیق عفی عنہ۔

ایک بہت بڑی قیمتی تحریر مولانا محمد تاج الملوک نائب فاضل خطیب

جامع مسجد پت شاہپور ضلع گجرات

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - اما بعد احقر نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا ہے مگر مصنف کا مقصد کچھ اور ہی نظر آیا انہوں نے درمنثور کی حدیث ان اللہ تعالیٰ سبع ارضین الیٰ آخرہ پر بصیرت افروز بحث کی ہے جو بات ہی علیحدہ ہے انہوں نے تمام زمینوں کے انبیاء کے متعلق یوں تحریر کیا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو تب بھی ہمارے آقا و مولا حضور علیہ السلام کی شان والا چمکتی دمکتی سب انبیاء سے بلند ہی نظر آئے گی اگر نظرِ انصاف سے بغور دیکھا جائے تو حضور علیہ السلام کی خاتمیت زمانی مکانی کا اقرار ہی نظر آتا ہے نہ کہ انکار دین لوگوں نے اس کے خلاف لکھا ہے یا ان کو صاحب تحذیر کا مطلب سمجھ نہیں آیا یا آنکھوں پر پٹی باندھ کر لکھا ہے جامع)

محمد تاج الملوک پت شاہپور

۔ از مولوی محمد فضل حق صاحب میلو وال

ایک سنہری بے نظیر تحریر حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم

دیوبند نے اپنی تصنیف تحذیر الناس میں خاتم النبین کی جو تفسیر فرمائی ہے ایسی جامع مانع تفسیر آج تک نہیں دیکھی گئی اور نہ سنی گئی افسوس کہ اس عالم ربانی کے الفاظ بعض علماء تو سمجھ نہ سکے یا تعصب میں مبتلا ہو گئے اور ان پر بلکہ کل علماء دیوبند پر مواخذہ خودی کو بالائے طاق رکھ کر بلا سمجھے

سوچے کفر کا فتویٰ جڑ دیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ معترضین بتائیں کہ فتح الملہم شرح مسلم و بذل المجہود شرح ابوداؤد کس دماغ سوزی کا نتیجہ ہیں، تحذیر الناس مطبوعہ سہارنپور اس وقت میرے ہاتھ میں ہے قادیانی وغیرہ حضرات کا مولانا پر ایک بہت بڑا بہتان سبحانک ہذا بہتان عظیم کا مصداق ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں نبی کریم کے بعد اور نبی کا آنا ممکن مانا ہے۔ مولانا نانوتوی نے تحذیر الناس کے صفہ پر لا نبی بعدی والی پوری حدیث لکھ کر قیامت تک کسی اور نبی کا آنا بند کر دیا ہے۔ جو لوگ یہ جھوٹا بہتان مولانا پر لگاتے ہیں یاد رکھیں اگر بغیر توبہ مریں گے تو یقیناً احکم الحاکمین کی عدالت میں بروزِ محشر جواب دہ ہوں گے۔ظ کتاب پڑھیں اور میری اس تحریر کی تصدیق کریں نہ بلند حضور کی ایسی تعریف اس سے پہلے نہیں سنی گئی ہے

محمد فضل حق خطیب میلو وال ضلع سرگودھا از خدام حضرت سیالوی دام فیضہ

ارشاد مولانا غریب اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ عزیزیہ

شاہی مسجد بھیرہ

حضرت سید الاذکیا المدققین مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح

ظ جو لوگ نبی کریم کے شان گھٹانے کا الزام مولانا نانوتوی پر قائم کرتے ہیں اور ان کو اس جھوٹے بہتان سے شرم کرنی چاہیے۔

نے اپنی دقتِ نظر سے عجیب دقیق مضمون بیان فرمایا کہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو کامل و تام ظاہر فرمایا ہے۔ جو کچھ مولانا نے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں تحریر فرمایا ہے کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت میں دو نوع داخل ہیں۔ ایک خاتمیت باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور آپ بحیثیت زمانہ سب کی نبوت کے خاتم ہیں اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار ذات جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی نبوت ہے جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم و منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ باعتبار زمانہ خاتم النبیین ہیں اسی طرح آپ بالذات خاتم النبیین ہیں کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی ہے اس پر جو بالذات ہو اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جب کہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض اس لئے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ کے واسطہ سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل و یگانہ اور دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقد نبوات کے واسطہ ہیں۔ پس آپ ذاتاً بھی اور زماناً بھی خاتم النبیین ہوئے اور آپ کی خاتمیت صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے جیسا کہ عام لوگوں و معترضین نے سمجھا ہے۔ اس لئے کہ اس میں کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری

اور غایت رفعت اور انتہا درجہ کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جب کہ آپ کی خاتمیت ذات و زمانہ دونوں اعتبار سے ہو ورنہ صرف زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبہ کمال کو پہنچی اور نہ آپ کو جامعیت و فضل کا کامل شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و رفعت شان و عظمت کے بیان میں مولانا کا منکشفہ ہے بعض معاندین و مخالفین نے مولانا پر جھوٹ و افترا و بہتان باندھ رکھا ہے اور بعض عبارتوں کو نقل کر کے جو بالفرض کے ساتھ مقید ہیں وقوعی سمجھ کر کفر کا حکم لگا دیا ہے حالانکہ فرضی اور وقوعی میں بون بعید کا فرق ہے۔ بلا وجہ شرعی کے کسی مسلمان کی عبارت کو بگاڑ کر غلط مطلب لینا اور اس پر کفر کا الزام لگانا سخت گناہ ہے حدیث شریف میں ہے

(۱) من قال فی مؤمن ما لیس فیہ اسکنہ اللہ ردغۃ الخبال مشکوٰۃ (۲) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک مشکوٰۃ احمد ج ۵ ص ۱۸۱ غریب اللہ از بھیرہ

ایک قابلِ قدر نفیس تحریر از مولانا الحاج مفتی محمد سعید صاحب نمک میانی

تحذیر الناس حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اردو رسالہ

ہے جو حضرت عبد اللہ بن عباس کے اثر کے سوال کا جواب ہے
کہ اگر یہ اثر تسلیم کر لیا جائے تو ختم نبوت پر اعتراض وارد نہیں
ہوتا کیوں کہ ختم نبوت دو قسم ہے۔ ایک زمانی اور ایک رتبی
خاتمیت زمانی کا مطلب یہ ہے کہ حضور سب انبیاء سے آخر
میں عالم دنیا میں تشریف لائے ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا
اور خاتمیت رتبی کا یہ مطلب ہے کہ تمام کمالات بشری اور
جو مراتب فضیلت و علم و رتبہ انسان میں ہو سکتے ہیں سب کا
منبع حضور ہیں جیسا کہ تمام روشنی کا منبع اور مرکز آفتاب ہے دونوں
قسم کی خاتمیت حضور پر ختم ہے۔

خاتمیت زمانیہ قرآن احادیث اجماع امت تواتر سے ثابت
ہے۔ اس سے منکر کو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کافر سمجھتے ہیں
جیسا کہ حضرت کی تحریر لا نبی بعدی مدا سے ثابت ہے یعنی حضور
خاتم النبیین بایں معنے ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا
اسی کو خاتمیت زمانہ کہتے ہیں فرماتے ہیں۔

کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر تو پہنچ چکا ہے پھر اس
پر اجماع (اتفاق) بھی منعقد ہو گیا ہے۔ گو الفاظ مذکورہ
بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود
تواتر معنوی یہاں ایسا ہو گا جیسا کہ تواتر اعداد رکعات
فرائض و وتر وغیرہ۔

باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا کہ اس
(تعداد رکعات) کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس (خاتمیت زمانیہ) کا منکر
بھی کافر ہے انتہی ص۱۰ تحذیر الناس مطبوعہ سہارنپور۔ اس عبارت
سے دونوں قسم کی خاتمیت حضور ہی میں بندو ثابت ہے ایک دوسری
جگہ خود حضرت نانوتوی نے تحریر فرمایا ہے کہ اپنا دین و ایمان ہے
کہ حضور کے بعد کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں ہے جو اس میں
تاویل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں انتہی بلفظہ مناظرہ عجیبہ اس
صراحت کے بعد یہ امت مرزائیہ و بریلویہ کا دل و گردہ ہے
کہ اپنی تائید میں انہی کی عبارت پیش کریں۔ البتہ عقیدہ بیان کرنے
کے علاوہ چونکہ تحذیر الناس ایک سوال کا جواب ہے اسواسطے
اس میں قضیہ فرضیہ نقل کیا گیا ہے: اگر بالفرض محال حضور کے بعد
کوئی نبی آئے تو خاتمیت رتبی میں فرق نہیں آتا لفظ بالفرض کا
لکھنا ہی قرینہ ہے محال کا یہ قضیہ فرضیہ ایسا ہے جیسا کہ لو کان
فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا اگر بالفرض زمین آسمان میں کئی اور
اللہ ہوں تو یہ خراب ہو جائیں حدیث میں ہے لو کان بعدی
نبی لکان عمر اگر بالفرض میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا یہ
سب قضیے فرضیے ہیں یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے چاند سورج
سے روشنی لیتا ہے اگر بالفرض کوئی اور بھی چاند ہو تو وہ بھی
سورج سے ہی روشنی حاصل کرے گا نہ کہ اس کی اپنی ہو گی

عقلمند جانتے ہیں کہ جب سے دنیا کا سلسلہ جاری ہوا تب سے ایک ہی چاند سورج ہیں اور قیامت تک ایک ایک ہی رہیں گے۔ نہ زیادہ ہوئے نہ کسی نے زیادہ ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اب اگر کوئی بھلے مانس اس قضیہ فرضیہ کو لے کر کہے کہ فلاں شخص دو چاند کا قائل ہے کتنا زبردست مغالطہ ہے اور کس قدر دھوکا و فریب ہے اور کتنا بہتان و افترا محض ہے۔ اسی طرح دوسرے حضرات دیوبند پر بھی بہتان و افترا ہے۔

محمد سعید زمیانی نمک مدرسہ شبیریہ۔

تصدیق حضرت پیر حامد شاہ خطیب جامع مسجد متصل ہسپتال

بذریعہ مدرس صاحب مدرسہ اسلامیہ سرگودھا۔

علمائے دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف ختم نبوت کے قائل ہیں۔ گو بعض عبارات کے بیان میں لغزش کھائی ہے جس سے یہ امر مشتبہ ہو جاتا ہے کہ ختم نبوت کے قائل نہیں۔ اور وہ عبارت صرف ایک ہے جس کی تاویل کرتے ہیں۔ ۔۔

مولانا عبد الحی مرحوم لکھنوی کی عبارت نظر سے نہیں گذری وہ بھی عقیدۃً اہل سنت ہیں۔ ان کی عبارت کو غلط رنگ دے کر مفہوم پیش کیا گیا ہے۔

تصدیق حضرت پیر سید محمد صاحب خطیب جامع مسجد پولیس لائن سرگودھا

بمعیت حضرت مولانا خدا بخش صاحب دام فیضہٗ

رسالہ تحذیر الناس بغور مطالعہ کیا گیا۔ کمالات و فیضان نبوت بہ شان عظمت و وسعت صرف نبی پاک کی ذات پاک ہی میں بند و ثابت کئے گئے ہیں۔ مستقل نبوت ہو۔ یا ظلی یا بروزی نبوت ہو۔ اسم نبی کا اطلاق غیر نبی پر نہیں ہو سکتا۔ البتہ نبی کے مرتبہ کے قریب صدیق کا مقام ہے۔ اور یہ بھی مسلّم ہے کہ خلفائے راشدین کا مقام تمام اکابر امت سے اعظم ہے۔ لیکن کسی خلیفہ نے اپنے آپ کو نبی نہیں کہلوایا۔

تحذیر الناس میں اسم نبی کے اطلاق کا کسی غیر پر کوئی ثبوت نہیں البتہ مراتب ختم نبوت و فیضان نبوت کا یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ثبوت ہے،

حق گوئی کا ایک واجب الاتباع نمونہ

حضرات ناظرین کتاب ہذا اب میں آپ کے سامنے ایک ایسی زریں قیمتی تصدیق پیش کرتا ہوں جو تنہا یکصد تصدیق کے قائم مقام ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آیت و حدیث ذیل پر عمل کر کے لکھی گئی ہے۔

(۱) ولا یخافون لومۃ لائم۔ (۲)، عن ابی سعید قال

علیہ الصلوٰۃ والسلام لایمنعن احدکم مخافۃ الناس ان یتکلم بحق اذا علمہ" وہ مومن کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے۔ پ۶۔ حضرت ابو سعید سے روایت ہے۔ حضور نے فرمایا۔ تم میں سے کسی ایک کو حق بات کے ساتھ کلام کرنے سے لوگوں کا خوف منع نہ کرے جبکہ حق کا علم رکھتا ہو۔ مسند احمد ج ۳ صفحہ ۹۲۔

میرے مکرم و محترم فاضل جامع ازہر حضرت پیر صاحب نے تحذیر الناس کو مکرر سہ کرر پڑھ کر اپنا عندیہ بغیر کسی مجبوری یا دباؤ کے آزادانہ رنگ میں پورے پچاس سطر میں لکھ کر اس ابجد خوان کے پاس روانہ فرمایا ہے میرے پاس وہ الفاظ نہیں۔ جن کے ساتھ میں اُن کا شکریہ ادا کروں۔ بقدر ضرورت عرض کرتا ہوں۔ بخوف طوالت باقی چھوڑ دیا گیا۔ حضرت کا قول ارشاد کے ساتھ شروع ہے۔ اور انتہیٰ کے ساتھ ختم ہے

(۱) **ارشاد** حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ انتہی

(۲) **ارشاد** جہاں تک فکرِ انسانی کا تعلق ہے۔ حضرت مولانا قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لئے سرحدِ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگانِ سامانِ مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس (تحذیر الناس) میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے علمی و تحقیقی اور محققانہ انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، حسّی ہو یا معنوی، ظاہری ہو یا باطنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی کمال ہے

(۳) **ارشاد** اسی طرح صفتِ نبوت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم متصف بالذات ہیں۔ اور حضور کے علاوہ جس کو یہ شرفِ عظیم بخشا گیا ہے۔ اس کے لئے حضور کی ذات ستودہ صفات واسطہ فی العروض ہے۔ انتہی

(۳) **ارشاد** مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ختمِ نبوت کے دو مفہوم ہیں۔ ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے۔ اور دوسرا وہ ہے۔ جسے خواص ہی خداداد نور فراست سے سمجھ سکتے ہیں۔

(۱) عوام کے نزدیک تو ختمِ نبوت کا اتنا ہی مفہوم ہے۔ کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور بے شک یہ درست ہے۔ اس میں کسی کو کلام نہیں۔ اور نہ کسی کو مجال شک ہے۔ اور اس میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے۔ جس طرح دوسری ضروریات دین سے انکار کرنے والا۔ شاباش

(۲) لیکن اس کے علاوہ ختمِ نبوت کا دوسرا مفہوم بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح مفہوم بالعرض کی علتِ اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش و جستجو انسان کو اس موصوف تک لے جاتی ہے۔ جو اس صفت سے موصوف بالذات ہو۔ اور اس تک پہنچنے کے بعد تلاش و تجسس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ انتہی

(۴) **ارشاد**۔ اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں۔ کی وجہ اتصاف بصفۃ النبوۃ کا سراغ لگایا جائے۔ تو فہم رسا اس ذات قدسی صفات تک پہنچ کر رک جاتی ہے۔ انتہی

(۵) ارشاد۔ گویا عوام کی قاصر نگاہیں صرف انجام کار حضور کی خاتمیت کو سمجھ سکیں۔ لیکن مقبولانِ بارگاہِ صمدیت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضورؐ مبدا و مآل دونوں طرح سلسلۂ نبوت کے خاتم ہیں۔ انتہیٰ

(۶) ارشاد۔ ختمِ نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبدأ و مآل ابتداء اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر اُمتِ مرزائیہ وغیرہ سطح سے بلندتر ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور۔ انتہیٰ محمد کرم شاہ از بھیرہ ضلع سرگودھا

شاباش۔ جزاک اللہ عنی وعن جمیع المسلمین۔

ناظرین! حضرت پیر صاحب کی یہ تحریر مولانا نانوتوی کا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے لئے نہایت واضح ہے۔ اس ابجد خوان کو اس پر کوئی حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت پیر صاحب اطال اللہ بقائہ کی یہ تحریر سب سے اخیر میں میرے پاس پہنچی ہے۔ اس لئے اخیر میں درج ہے۔ ورنہ اس کو حضرت شیخ الاسلام کی تحریر کے متصل درج ہونا چاہیئے تھا۔ بلکہ میرے ناقص خیال میں اس تحریر کے ہوئے حضرت نانوتوی کی سچائی کے لئے کسی اور تصدیق کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ یہ متبرک تحریر کل صید فی جوف الفرا کا مصداق ہے۔

ایک قیمتی مشورہ

جن لوگوں نے تحذیر الناس کی عبارتوں سے مولانا نانوتوی پر افترا کیا۔ یا کفر کا فتویٰ لگایا یا لگوایا ہے۔ انہوں نے ایک بہت بڑے جرم اکبر الکبائر کا ارتکاب کیا ہے۔ انہوں نے اِن کو فی الفور توبہ و استغفار کرنا چاہیئے۔ ورنہ یاد رکھیں۔ ان

کے مواخذۂ اُخروی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ حضرت خادم مصنف پاکٹ بک احمدیہ وکیل گجرات ہوں۔ یا حضرت شیر پنجاب اچھروی، یا حضرت مفتی اعظم گجراتی، یا حضرت تھانوی ہوں۔ یا اعلیٰ حضرت بریلوی مجدد مأتہ حاضرہ کسے باشد۔ جو حضرات انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر حسام الحرمین اور تحذیر الناس کی عبارتوں کا موازنہ کرینگے۔ تو ان پر خود بخود روشن ہو جائے گا۔ کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون؟

وما علینا الا البلاغ

تلک عشرۃ کاملۃ مع زیادۃ واحدۃ۔

معزز ناظرین! اس ابجد خوان نے تحذیر الناس کی صرف اپنی ورق گردانی و پڑتال پر کفایت نہیں کی۔ بلکہ بڑے بڑے فاضلوں کی خدمت میں حاضر ہو کر تحذیر الناس پیش کی۔ ان حضرات نے کتاب پڑھ کر مولانا نانوتوی کا مافی الضمیر من وعن پورے طور پر تحریر کر دیا۔ بعض حضرات نے صاف انکار کر دیا۔ نام لینا مناسب نہیں۔ یہ سب تحریریں آپ کے سامنے ہیں۔ ان کو غور سے پڑھ کر سوچ و بچار کریں۔ کہ حضرت نانوتوی کو کافر لکھنے و اعتقاد کرنے والے حق بجانب ہیں یا نہیں!

ضمیمہ ہلال عید ۱۴۳

ریڈیو کی خبر کی وجہ سے ۱۹۶۱ء کی عید الفطر تمام پاکستان میں مختلف طور طور پر ہوگئی۔ چونکہ شرعی قواعد کے رو سے ریڈیو و ٹیلیفون کی خبر پر ہرگز عید کرنی جائز نہیں ہے۔ اس لئے اس ابجد خوان نے ہلال عید کے نام سے ایک کتاب "تحقیق الاجلہ فی ثبوت الاہلہ" از حضرت صاحب سیالوی مدفیضہ اور رویت ہلال از مفتی اعظم صاحب کراچی کے مضمون کے مطابق مع عربی عبارات فتاویٰ کے لکھ کر طبع کرا دی جس میں یہ بیان تھا۔ کہ ریڈیو و ٹیلیفون کی خبر پر ہرگز عید نہ کی جائے۔

نئی روشنی میں رنگے ہوئے اہل علم حضرات نے ہلال عید کے اس بیان پر بہت سی ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ چونکہ زمانہ کے حالات بدل چکے ہیں۔ ملاں لوگ پرانے خیالات کے پابند اور نئے حالات سے ناواقف اپنی پرانی لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں۔ کراچی کا ریڈیو ہلال کمیٹی کی نگرانی میں اپنے علماء کے اپنے الفاظ میں پوری کوشش کے ساتھ عام پبلک پاکستان کی آگاہی کے لئے نشر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جو مولوی ریڈیو کراچی کی خبر کو تسلیم نہ کرے۔ عید نہ کرے۔ وہ شیطانی روزہ رکھوانے والا سخت خاطی ہے۔ اب بغرض تحقیق ایک مفصل استفتاء حضرت مفتی اعظم کراچی

کی خدمت میں لکھا گیا جو جواب آیا۔ وہ بجنسہٖ یہ ہے۔ سنیئے۔

الجواب۔

ہلال عید کے لئے شہادتِ شرعیہ شرط ہے۔ جس میں شاہدین کا قاضی کے سامنے ہونا اور زبانی بیان کرنا شرعاً ضروری ہے۔ ریڈیو اور ٹیلیفون کی خبر میں ظاہر ہے۔ کہ یہ شرط مفقود ہے۔ اس لئے محض ان خبروں پر عید منانا اور روزہ افطار کرنا جائز نہیں۔ صرف ایک صورت ہو سکتی ہے۔ کہ حکومت کی طرف سے ریڈیو اسٹیشن پر ایسا انتظام کیا جائے کہ ان میں کوئی اعلان بغیر مقامی علماء کے فیصلے کے نہ کیا جائے۔ اور جو اعلان ہو۔ وہ کسی عالم کے بعینہٖ الفاظ ہوں۔ اس وقت شہادت کی شرط ساقط ہو کر ان پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن اموقت عام ریڈیو اسٹیشنوں پر ایسا قابل اطمینان انتظام بھی نہیں۔ اتنی تعداد میں خبروں کا باہم پہونچنا ہی شاذ و نادر ہوتا ہے۔ لہٰذا صورتِ مذکورہ میں جن لوگوں نے بلا شہادتِ شرعیہ محض ریڈیو اور ٹیلیفون کی خبر پر عید منائی ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ لیکن جبکہ بعد میں یہ خبر خبرِ متواتر کے درجہ کو پہنچ چکی ہے۔ تو اب ان حضرات کے ذمہ جنہوں نے غلطی سے شنبہ کو ریڈیو ٹیلیفون کی خبر پر عید منائی ہے قضا لازم نہیں۔ سائل (کامل الدین) یہ غلطی پر نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ

آثم احقر العباد محمد صابر نائب مفتی دار العلوم کراچی نمبر ۱

الجواب صحیح بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

چونکہ میرے قرب و جوار میں بعض ایسے اہل علم حضرات سے جن کا احترام حد

سے زیادہ میرے دل میں ہے۔ لاہور جامعہ اشرفیہ کے ٹیلیفون پر عید کی بھی اطلاع بعض احباب نے مشورہ دیا۔ کہ وہاں سے بھی شرعی فیصلہ حاصل کر لو۔ چنانچہ مفتی جمیل احمد صاحب کے جامعہ اشرفیہ میں بھیج دیا گیا۔ کہ آپ اس کی تصدیق یا تکذیب کر کے واپس کر دیں۔ چنانچہ مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی نے جامعہ اشرفیہ لاہور سے مختصر طور پر ان الفاظ کے ساتھ تصدیق کر کے وہ فتویٰ واپس فرمایا۔ یہ جواب صحیح ہے۔ دستخط مع مہر مندرجہ

نتیجہ

حضرات ناظرین! اب تو آپ کو نصاب شہادت کے مطابق یہ سب تحریر پڑھ سن لینے کے بعد یقین ہو گیا ہو گا۔ کہ جو شرعی قواعد کلیہ حنفی فتاووں میں مذکور ہیں۔ کسی صورت میں بدل نہیں سکتے۔ خواہ زمانہ ہر رنگ بدلا کرے۔ جو اہل علم زمانہ کا رنگ دیکھ کر قواعد شرعیہ کو بالائے طاق رکھ کر مواخذہ آخروی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دنیاداروں کے رعب کی زد میں آ کر ان کی دنیاوی وجاہت کا شکار ہو کر ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ ان کو ابھی سے ہوشیار ہو جانا چاہئے۔ اور یقین کر لینا چاہئے۔ کہ شریعت قیامت تک بدل نہیں سکتی۔ ہمیں اپنے عقلی ڈھکوسلے چھوڑ کر روایات کا اتباع کرنا چاہئے تاکہ جنت کے مستحق ہو جائیں۔ اور صرف نام کے حنفی بن کر حنفیت کو بدنام کرنے والے گروہ میں سے نہ ہوں۔

آخری بات

نئی روشنی والے جو حضرات ہلال کمیٹی، ہلال کمیٹی کے سبق

کی ہر وقت رٹ لگاتے پھرتے تھے۔ ان کی تشفی کے لئے اس ابجد خوان نے یہ تکلیف برداشت کر کے ہلال کمیٹی کا کچا پکا چٹھا حضرت مفتی اعظم صاحب کراچی کی زبانی ناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے تاکہ سب لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ قواعد کلیہ شرعیہ کی پابندی کرنے والے ملاں سچے ہیں، یا ہلال کمیٹی کا سبق پڑھنے والے۔ نئی روشنی والے یقیناً مجھے برا بھلا کہیں گے میری طرف سے ان کو عام اجازت ہے کہ جس قدر چاہیں برا بھلا کہیں۔ میں ابھی سے ان کو معاف کرتا ہوں اور خود کسی کو برا کہنے سے زبان کو روکتا ہوں۔

هدانا الله جميعا.

اللہ تبارک ہم سب کو ہدایت کرے۔

اہل علم سے بات چیت

بعض احباب کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ بعض اہل علم اپنی امامت کے چلے جانے کے خوف سے باوجود اس بات کے علم ہونے کے کہ شرعی قواعد کے رُو سے آج عید نہیں۔ دنیا داروں کے رعب ڈالنے کی وجہ سے عید کر ڈالتے ہیں۔ ایسے حضرات ایک جرم اکبر الکبار کا ارتکاب کر کے ہزارہا مسلمانوں کے روزے تباہ کرتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ بڑی عدالت میں ایک دن ہم سے یہ حساب کتاب ہونا ہے۔ میں بھی امام مسجد ہوں۔ بظاہر صرف امامت پر گزارہ ہے۔ میرے پر بھی رعب ڈالا گیا۔ آخر مجھے حق پر قائم رہنے کی محض اللہ تبارک کے فضل سے کامیابی ہوئی۔ میں اپنی تعریف نہیں کرتا۔ حقیقت حال عرض کر رہا ہوں۔ آپ حضرات ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ کو مضبوط پکڑیں۔ دنیا اور اس کی عیش و عشرت چند روزہ ہے۔ اس سے کنارہ کریں اور اگر امام اس مسئلہ (ریڈیو و ٹیلیفون کی خبر پر عید کرنے نہ کرنے میں) میں فقہ حنفی کی رُو سے غلطی پر ہوں۔ تو آپ مجھے سمجھائیں۔

ضمیمہ کتاب نذر شرعی

سوال۔ (از مولانا مسافر صاحب)

جامع صاحب میرا ایک شبہ ہے۔ اس کو دُور فرمائیے۔ آپ نے نذر شرعی ص۱۷ پر لکھا ہے کہ ہمارے فقہا علیہم الرحمۃ نذر کا بیان کتاب الایمان میں لکھتے ہیں۔ کیونکہ نذر اور قسم میں ایک خاص تعلق ہے۔ اس تعلق کی پوری تشریح کر دو۔

جواب۔ اگر آپ مندرجہ ذیل امور پر غور فرمائیں گے۔ تو آپ کا شبہ یقیناً کافور ہو جائے گا۔

۱۔ قسم کھانے والے پر کسی کام کے کرنے پر قسم کھانے سے پہلے اس کام کا کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ ایسے ہی کسی کام کے پائے جانے کے لئے کوئی نذر مانتی ہے۔ یعنی کسی نے کہا۔ کہ اگر میرا یہ مریض اچھا ہو گیا۔ تو اس قدر رقم غربا میں تقسیم کر دوں گا۔ جب وہ کام ہو جائے گا۔ تو نذر کردہ یا قسم خوردہ کام کا پورا کرنا نا ذر و قاسم کے ذمہ ضروری ہو جائے گا۔ حالانکہ نذر ماننے یا قسم کھانے سے پہلے ناذر و حالف کے ذمہ کچھ بھی نہیں تھا۔ اس میں نذر و قسم مساوی ہیں۔

۲۔ نذر و قسم کا کفارہ بھی یکساں ہے۔ وہ یہ کہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مساکین کو طعام کھلانا یا دس مساکین کو لباس دینا۔ یہ باتیں نہ ہو سکیں۔ تو تین

روزے رکھتا

سو۔ نذر و قسم ہر دو اللہ تبارک کی ذات پاک کے ساتھ خاص ہیں۔ تشریح فقہاء علیہم الرحمۃ نے حدیث ذیل سے تمسک کرتے ہوئے تصریح کی ہے۔ کہ اللہ تبارک کے بغیر کسی کی قسم کھانی جائز نہیں۔

(۱) من کان حالفاً فلیحلف باللّٰہ او لیصمت ۔ (متفق علیہ)
جو شخص قسم کھانے کا ارادہ کرے۔ اس کو چاہیئے کہ اللہ تبارک کی قسم کھائے یا خاموش ہو جائے۔ بخاری و مسلم

ایسے ہی نذر بھی حسب تصریح فقہاء علیہم الرحمۃ۔ اللہ تبارک کی ماننی چاہیئے غیر اللہ کی جائز نہیں۔

حضرت عمرؓ نے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے باپ کی قسم کھائی۔ تو آپ نے فرمایا:-

لا تحلف بابیك ولا بغیر اللّٰہ فانہ من حلف بغیر اللّٰہ فقد اشرك ۔ مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۶۹

"تو اپنے باپ اور اللہ تبارک کے بغیر کسی کی قسم مت کھا۔ کیونکہ جس شخص نے اللہ تبارک کے غیر کے ساتھ قسم کھائی۔ اس نے شرک کا ارتکاب کیا

دلیل کیونکہ نذر عبادت ہے۔ اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہوتی بلکہ خالق کے لئے ہوتی ہے۔ دیکھو شامی جلد ۲ ص ۱۳۹ مصری۔

یہاں بڑے بڑے عمامہ پوشوں و جبہ پوشوں کو دھوکا ہوا ہے۔ چنانچہ ہمارے شیر پنجاب صاحب متیاس حنفیت و حضرت مفتی صاحب گجراتی

جاء الحق نے یہاں نذر اولیاء اللہ کو حنفی فتاووں کے برخلاف جائز لکھ کر سنت ٹھوکر کھا کر ایک ناقابل معافی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ عفی اللہ عنہا وعنہم۔ اللہ تبارک ہم کو اور ان کو معاف کرے۔ آمین۔

شامی کی عبارت یہ ہے (قولہ باطل وحرام)

لوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق۔ الخ

ترجمہ:۔ حضرت شیر پنجاب سے دریافت فرمایئے۔ مجھے نہیں آتا۔

فائدہ:۔ یاد رہے کہ شامی حنفی مذہب کا وہ معتبر فتاویٰ ہے جس پر عرب اور عجم میں عمل درآمد ہے۔

اہل علم حضرات و ناظرین کتاب ہذا سے چند ضروری سوالات

۱۔ ضروریاتِ دین فرض، واجب، سنت ہی محدود ہیں۔ حسام الحرمین کے ص۔ پر مرقوم ہے کہ یہ (دیوبندی) ضروریات دین کے منکر ہیں۔ ارشاد فرمایا جائے کہ وہ فلاں فلاں ضروریات کے منکر ہیں۔

۲۔ اکابر علمائے بریلی دیوبند میں سے علم دین کی زیادہ خدمت کس گروہ نے کی

۳۔ دین کا بڑا دارالعلوم بریلی میں پہلے تھا یا اب ہے۔ یا ایسا ہی دیوبند میں

۴۔ قرآن کریم کی تفسیریں وکتب احادیث کی شرحیں سلف صالحین کے نمونہ پر کس گروہ نے لکھیں۔ ان کا نام ضرور تحریر فرمایئے۔

۵۔ صاحب حسام الحرمین ص۹۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ان لوگوں دیوبندیوں نے خدا اور رسول کو منہ بھر بھر کر بڑی بڑی گالیاں دیں۔ ان کی تشریح فرمایئے

۶۔ صاحب جاء الحق نے ایک روز درس قرآن مسجد پاکستانی چوک گجرات میں فرمایا تھا۔ رسول اللہ کا منبر اور رسول اللہ کے منبر پر ہی بیٹھ کر یہ لوگ (دیوبندی) رسول اللہ ہی کو گالیاں نکالیں۔ کیا ان کو شرم نہیں آتی۔ اس کا ثبوت درکار ہے

۷۔ ہر دو گروہ کے اکابرین (مولانا احمد رضا خان صاحب، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی) میں سے کس کی تصانیف میں

گالی گلوچ زیادہ ہیں تشریح فرمایئے۔

۸۔ کیا حدیث کی رو سے کسی کلمہ گو کا فر کہنا یا کتابوں میں لکھنا جائز ہے۔ وہ حدیث تحریر فرمایئے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ، والباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔

جامع اوراق کی باقی کتابیں

۱۔ ہلال عید۔

حنفی مذہب کے معتبر فتاووں کے قواعد کلیہ سے وہ سب صورتیں جن میں عید کرنی جائز ہے، اور جن میں جائز نہیں۔ اس میں مندرج ہیں۔ تحقیق الاجلہ فی ثبوت الاہلہ از حضرت صاحب سیال شریف، ورویت ہلال از حضرت مفتی اعظم صاحب کراچی کا اقتباس بھی اس میں لاحق ہے۔

سائز ۱۸ × ۲۲ کاغذ اعلیٰ

کل صفحات ۹۶۔ قیمت ۱۲ر

ضمیمہ نمبر ۲ نذر شرعی

حنفی مذہب کے فتاوٰوں اور معتبر عربی تفسیروں سے نذر کی جائز و ناجائز سب صورتیں اس میں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔ ہر مسلمان کے پاس اس کتاب کا ہونا عموماً اور اماماں مساجد کے پاس اس کا ہونا خصوصاً نہایت ضروری ہے۔

اہل علم حضرات کا فرض ہے کہ عام لوگوں کو نذر کی جائز و ناجائز سب صورتوں سے آگاہ کر کے اپنے فرض منصبی کی ڈیوٹی سے فارغ ہوں۔

سائز چھوٹا۔ کاغذ اعلیٰ۔ صفحات ۲۰۰

قیمت عہ

ملنے کا پتہ

حافظ محمد شفیع طالبعلم خاص رتوکالہ تحصیل بھلوال

ضلع سرگودھا

ناظرین کتاب ہذا سے عرض معروض

اکثر حضرات جانتے ہیں۔ کہ میں عالم نہیں ہوں۔ ہاں البتہ گاہے گاہے اہل علم کے جوتے اٹھانے والوں کی صف میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا رہا ہے مجھے ان اوراق کے جمع کرنے سے نہ اپنی شہرت مقصود ہے۔ نہ تجارت مطلوب نہ اہل اسلام میں سے کسی کی دل آزاری و اہانت محبوب۔

ہاں اس ابجد خواں کے اندر ایک طبعی مرض ہے۔ جس نے قلم ہاتھ میں پکڑنے پر مجبور کیا۔ وھو ہٰذا جب کسی اہل علم کو کسی دینی مسئلہ میں دیدہ دانستہ تقریراً یا تحریراً غلطی کرتے دیکھتا ہوں تو دل میں ایک اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ بقول حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ ع

اگر بینم کہ نابینا و چاہ ہست

اگر خاموش بنشینم گناہ ہست

خاموش بیٹھا نہیں جاتا یہی بات یہاں ہے۔ جب مسئلہ متنازعہ فیہ (انکار ختم نبوت) میں تحقیق کرنے کے بعد ثابت ہوا۔ کہ بڑے بڑے علماء مفسرین و محدثین کو بے گناہ اور بے قصد کافر کا مبارک لقب عنایت کیا جا رہا ہے۔ تو اظہار حقیقت کے لئے یہ چند سطور ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں تحریر میں لائی گئیں۔ ادھر مولانا مسافر صاحب کا تقاضا بھی شامل حال رہا۔ اب ذرا تفصیل بھی سن لیجئے۔ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی تحذیر الناس سے سہ جگہ کی عبارت۔ لے کر حجاز تشریف لے گئے

اور ۳۳ علماء سے عربی عبارتوں میں کل علماء دیوبند پر کفر کا فتوے لگوا کر ساتھ لائے۔ ہندوستان میں اگر وہ حسام الحرمین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تلوار) کے نام سے شائع کیا یہ فتوے اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر مولانا نانوتوی کی کلام سے بمطابق تحریر اعلیٰ حضرت ختم نبوت کا انکار ثابت ہوتا۔ تو واللہ مجھے قلم ہاتھ میں پکڑنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

غرض بعد تحقیق اب کتاب ڈھول کی آواز. طبع ہوکر بازار کے میدان میں آگئی ہے اہل علم حضرات سے عموماً اور شیر پنجاب و مفتی اعظم گجرات سے خصوصاً نہایت مودبانہ عرض ہے کہ ہٹ دھرمی دھند سے کنارہ کرکے انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر تحذیر الناس و حسام الحرمین کا مقابلہ کریں اور دودھ و پانی الگ الگ کرکے عام لوگوں کو بھول بھلیاں کے جنگل سے نکال کر آگاہ فرمادیں۔ کہ حق یہ ہے اور باطل یہ۔ اخیر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک مجھے اپنی زبان سے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کلمہ گو کو بھی کافر کہنے کی توفیق ہی نہ دے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایک منصفانہ تحریر۔ از مولوی حافظ محمد فضل حق صاحب میلو والی۔